جلد 15 خاص شمارہ 9 ماہ ستمبر 2013ء شوال/ذی القعد 1434ھ

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد و اذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیّت گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح وفلاح کا علمبردار

فلاحِ آدمیّت

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈارؒ
بانی مجلّہ
فلاحِ آدمیت

خصوصی ایڈیشن

نگران وسرپرست اعلیٰ: محمد یعقوب توحیدی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ

مدیر: احمد رضا خان 0321-6400942

نائب مدیر: سید رحمت اللہ توحیدی 0333-4552212

معاون مدیر: خالد محمود توحیدی 0300-7374750

شیخ سلسلہ ومدیر سے رابطہ
مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ
Ph: 0344-9000042/ 055-3862835/055-4005431
فیکس نمبر: +92-55-3736841 ای میل: info@tauheediyah.com
Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے

سالانہ فنڈ -/300 روپے

﴾ستمبر 2013 کے خصوصی شمارے میں﴿

گوشہ قرآن

سورہ بقرہ آیت نمبر 28　　(خالد محمود)

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

ترجمہ: " کیونکر انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم مُردہ تھے اُس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کریگا پھر اس کی طرف پلٹائے جاؤ گے "۔

زندگی اور موت کے چار مراحل:

اس آیت میں انسان پر وارد ہونے والی چار کیفیات کا ذکر ہے۔ پہلے موت، پھر زندگی، پھر موت، پھر زندگی۔ روح اور جسم کے اتصال کا نام زندگی اور ان کے انفصال کا نام موت ہے۔ پہلی حالت موت ہے یعنی جملہ انسانوں کی ارواح تو پیدا ہو چکی تھیں لیکن جسم اپنے اپنے وقت پر عطا ہوئے، اسی عرصہ میں عہدالست لیا گیا تھا۔ دوسری حالت انسان کی پیدائش سے لیکر حشر تک اور چوتھی اور آخری حالت دوبارہ جی اُٹھنے (حشر) کے بعد لامتناہی زندگی ہے۔

موت انسان کو فانی زندگی سے نکال کر ابدی اور دائمی زندگی کی طرف لے جاتی ہے تو یہ موت ہزار نعمتوں سے بڑی نعمت ہے۔ **ثم یحییکم** سے قبر کی زندگی مراد ہے۔ کیونکہ اس کے بعد ارشاد ہے **ثم ترجعون**۔ پھر تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ یہاں **ثم** کا لفظ استعمال ہوا ہے جو تعقیب اور تاخیر کیلئے آتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا اس زندہ ہونے کے بعد ہوگا لیکن اس کے بعد فوراً نہیں بلکہ دیر کے بعد اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب کہ قبر کی زندگی کو تسلیم کیا جائے۔ اگر کہا جائے کہ **ثم یحییکم** سے مراد حشر کی زندگی ہے تو پھر **ثم** کے استعمال کا محل معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب قبروں سے اہل قبور اُٹھائے جائیں گے تو فوراً بارگاہِ الٰہی میں پہنچیں گے۔ کسی کو ٹال مٹول یا تاخیر کی اجازت نہیں ہوگی۔

یاد رہے کہ جن حالتوں کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ان میں زندگی کی کچھ نہ کچھ رمق موجود ہوتی ہے۔چونکہ غالب اثرات موت کے ہوتے ہیں لہذا انہیں موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔پہلی موت کے درمیان ہی عہد الست لیا گیا تھا۔دنیا میں یہ حالت خواب سے سمجھا دی گئی ہے۔کیونکہ خواب کی حالت میں بیشتر اثرات موت کے ہوتے ہیں۔تاہم وہ عالم خواب میں چلتا پھرتا ہے، کھاتا، پیتا ہے اور کئی طرح کے کام کرتا ہے۔نیند کو حدیث میں موت کی بہن قرار دیا گیا ہے، زندگی کی نہیں۔

"اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اعمال کے اعتبار سے اچھا ہے"۔(سورۃ المُلک آیت-2)

اللہ تعالیٰ نے موت حیات کا سلسلہ قائم کیا اسے قوت ارادہ، اختیار اور عقل و تمیز عطا کی کہ دیکھا جائے کہ کون اللہ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اگر سر تسلیم خم کرلے تو یہی اس کیلئے بہتر روش ہے۔گویا یہ دنیا ہر انسان کیلئے دار الامتحان ہے اور اس امتحان کا وقت انسان کی موت تک ہے۔موت سے لیکر بعث بعد الموت تک کا عرصہ امتحان کے نتائج کے انتظار کا عرصہ ہے۔تاہم ہر ایک کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس امتحان میں فیل ہونے والا ہے یا پاس اور اسی کے مطابق اور اسی کے مطابق اسے اس عرصہ میں کوفت یا راحت بھی پہنچتی رہتی ہے اور قیامت کو اس امتحان کے نتائج کا با قاعدہ اعلان ہوگا۔پھر ہر ایک اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا بھی ملے گی۔

سوانح حیات قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی رحمۃ اللہ علیہ

(سید رحمت اللہ شاہ۔لاہور)

آپؒ 2 جولائی 1935ء کو گوجرانوالہ کے نواحی قصبہ ''نوکھر'' میں پیدا ہوئے۔والد گرامی کا نام امام الدین ڈار جبکہ دادا محترم حسن محمد تھے۔آپ کے دادا جان نوکھر آ کر آباد ہوئے۔ دادی جان کی طرف سے خاندان بھی گوجرانوالہ کے نزدیک قصبہ ''مرالی والہ'' میں ہے۔آپؒ کے والد گرامی کی شادی بھی مرالی والہ میں ہوئی۔آپؒ کا سلسلہ نسب جناب عبدالصبور ڈار صاحب کی اولاد سے ہے۔جناب عبدالصبور ڈار صاحب ان بزرگ اکابرین میں سے ہیں جو کشمیر سے ہجرت کر کے آئے اور پنجاب میں آباد ہوئے۔آپ کا مزار گوجرانوالہ کے قصبہ ''بلوکی'' میں ہے۔ جہاں ان کا سالانہ عرس باقاعدگی سے منایا جاتا ہے۔جناب عبدالصبور صاحب اپنے روزمرہ کے اذکار میں ''اللہ الصمد'' کا ورد بکثرت کرتے تھے۔

آپؒ نے قرآن مجید اپنے تایازاد بھائی سے گھر میں ہی پڑھا۔پرائمری تعلیم کا آغاز 1940ء میں کیا۔ابتدائی تعلیم نوکھر سے ہی حاصل کی۔اس کے بعد نوکھر سے چند کلومیٹر دور واقع قلعہ دیدار سنگھ کے سکول میں داخلہ لیا۔جہاں روزانہ سائیکل پر پڑھنے جاتے تھے۔آپؒ کے اساتذہ میں ایک نام معروف مترجم القرآن جناب مولانا فتح محمد جالندھری کا ہے۔مولانا فتح محمد جالندھریؒ امرتسر سے ہجرت کر کے گوجرانوالہ آباد ہو چکے تھے۔انہی دنوں مولانا فتح محمد جالندھریؒ قرآن پاک کا ترجمہ بھی لکھ رہے تھے جو تا حال بہت مقبول ہے۔مولانا فتح محمد جالندھریؒ کی شاگردی کے وقت آپ نویں جماعت کے طالب علم تھے۔آپؒ نے 1950ء میں 603 نمبر لے کر میٹرک میں سائنس مضامین کے ساتھ امتیازی پوزیشن حاصل کی۔

1958ء میں آپؒ کی شادی حافظ آباد کے قریب واقع ایک قصبہ ''ونگے'' میں ہوئی۔ آپؒ کی اولاد میں سب سے بڑی صاحبزادی شگفتہ کوثر (16 اگست 1959) ہیں

پھر دو صاحبزادے خالد محمود ڈار (24 فروری 1962) اور حامد محمود ڈار (19 دسمبر 1964) ہیں جبکہ سب سے چھوٹی صاحبزادی شبانہ تبسم ہیں ۔(16 مارچ 1970)

آپؒ نے 13 فروری 1952ء میں ایئر فورس سے ملازمت کا آغاز کیا ۔ دورانِ ملازمت آپؒ کی کارکردگی ہمیشہ قابلِ ستائش رہی ۔اپنی غیر معمولی کارکردگی کے باعث آپؒ کی ملازمت میں تمام ترقیاں اپنے ساتھ کے لوگوں سے پہلے ہوئیں ۔ 1971ء میں انسٹرکٹر کورس کیا جس میں آپؒ نے ٹاپ کیا ۔1972 میں کورنگی گئے جہاں پانچ سال رہے وہاں سے حسنِ کارکردگی کی امتیازی سند (Chief of Air Staff Commendation Certificate) 1976ء میں حاصل کی ۔ آپ کی تعیناتی 1977ء میں کورنگی میں تھی ۔ان دنوں پاک فضائیہ میں گراؤنڈ سیفٹی آفیسر (Ground Safety Officer) کی نئی پوسٹ متعارف کرائی گئی تھی ۔ آپؒ کا نام گراؤنڈ سیفٹی آفیسر کے سب سے پہلے بیچ میں شامل کیا گیا اور آپؒ 1977ء میں ہی میانوالی کے پہلے گراؤنڈ سیفٹی آفیسر کے طور پر فرائض سرانجام دینے کے لیے کورنگی سے میانوالی آئے ۔

آپؒ نے کئی انگریزی مضامین لکھے جو ائیر فورس کے انگریزی جریدہ ٹیکنیکل فلائیٹ سیفٹی (Technical Flight Safety) میں شائع ہوتے رہے ۔اس دور میں اعلیٰ مہارتوں اور بہتر معیار کے مضامین شائع ہوتے تھے جو زیادہ تر اعلیٰ عہدوں پر فائز افسر بھیجا کرتے تھے ۔

میانوالی میں تعیناتی کے دوران ہی آپ کو صدارتی ایوارڈ ''تمغہ خدمت PK II'' حاصل ہوا ۔روایت کے مطابق صدرِ پاکستان یہ تمغۂ خدمت 23 مارچ کی پروقار تقریب میں دیتا ہے ۔ آپؒ کی پوسٹنگ جون 1978ء میں لیبیا ہو گئی ۔ آپؒ نے اپنا تمغہ خدمت لیبیا سے واپس آکر لاہور سے حاصل کیا ۔اِس ایوارڈ کی مخصوص رقم آپ کو پنشن کے ساتھ ہر ماہ ملتی رہی ۔

آپؒ جون 1978ء میں لیبیا گئے ۔اس دور کی روایات کے مطابق تیس سال مدت ملازمت یا پچاس سال عمر ہو جانے پر ریٹائرمنٹ دی جاتی تھی ۔اسی طرح ڈیپوٹیشن پر جانے والوں کو روانگی کے وقت ائیر فورس سے ریٹائر کر کے پنشن جاری کر دی جاتی تھی اور

ڈیپوٹیشن پر بھیج دیا جاتا تھا۔ڈیپوٹیشن کا دورانیہ تین سال ہوتا تھا۔جون 1978ء میں لیبیا روانگی کے وقت آپ کی سروس چھبیس سال تھی۔آپ کو روایات کے برعکس چار سال لیبیا میں رکھا گیا۔

آپؒ لیبیا میں اپنے چار سالہ قیام کے دوران دو مرتبہ پاکستان آئے۔ایک سال کے بعد آپؒ کو چھٹیاں ملتی تھیں اور آپؒ پاکستان آتے۔آپؒ کو پہلے اور دوسرے سال تو چھٹیاں ملیں مگر تیسرے سال کے بعد چھٹیاں نہ ملیں۔تیسرے سال چھٹیاں نہ ملنے کی وجہ حکومت پاکستان اور حکومت لیبیا کے درمیان ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی پر پیدا ہونے والے تضادات تھے۔حکومت پاکستان نے ان تضادات کے پیشِ نظر لیبیا کیلئے ڈیپوٹیشن روک لی تھی۔آپؒ بھی انہیں آفیسرز میں شامل تھے جنہیں حکومت لیبیا نے یہ کہہ کر روک لیا تھا کہ جب تک پاکستان سے دوسرے آفیسرز نہیں آتے آپ یہاں قیام کریں۔لیبیا میں قیام کے پہلے دو سالوں 1978ء اور 1979ء کے بعد ملنے والی چھٹیوں میں پاکستان آتے ہوئے لیبیا سے سعودی عرب کے راستے آنے کا انتخاب کیا۔لیبیا سے آپ جدہ آتے، جہاں سے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے۔مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جاتے جہاں دو تین روز قیام کرتے۔واپسی براستہ مکہ مکرمہ آتے اور پھر عمرہ کی سعادت حاصل کرتے۔مکہ مکرمہ سے جدہ اور جدہ سے پاکستان آجاتے اسطرح آپؒ نے پاکستان آتے ہوئے دو سالوں میں کل چار مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

جون 1982ء میں ایئرفورس کی ملازمت اور ڈیپوٹیشن کے اختتام پر پاکستان واپس آئے آپؒ نے ایئرفورس میں تیس سال تک اعلیٰ خدمات سرانجام دیں۔اگست 1982 میں اپنے گاؤں نوکھر ضلع گوجرانوالہ میں ''ڈار کلاتھ ہاؤس'' کے نام سے کپڑے کی دکان شروع کی۔کپڑے کی تجارت کے کاروبار کی ایک وجہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اس کاروبار سے وابستگی بھی تھی۔آپ نے کپڑے کی دکان 1997 تک چلائی۔

آپ 1959 میں کارپورل تھے۔اس وقت پی اے ایف لاہور، ایئرفورس کا بیس تھا اور آپ ایئرفورس کی ٹرانسپورٹ کمانڈ میں تھے۔آپ کو سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیم کا تعارف ہوا اور

آپؒ نے ایک طالب کی حیثیت سے حلقہ میں جانا شروع کیا۔ قاضی غیور احمدؒ خادم حلقہ تھے جن کو حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کا پہلا مرید ہونے کا شرف حاصل ہے۔ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اس وقت تک صرف ''تعمیر ملت'' ہی لکھی تھی۔ آپ نے تعمیر ملت کا مطالعہ کیا اور اسے بہت پسند کیا۔ ذکر جوش وخروش سے شروع کردیا۔ سلسلہ توحیدیہ کا پروبیشن پیریڈ آپ نے لاہور قیام کے دوران ہی چھ ماہ میں مکمل کرلیا۔ پی اے ایف بیس لاہور سے چکلالہ منتقل ہوا اور آپ اکتوبر 1959 میں چکلالہ چلے گئے۔ آپ نے خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ سے پہلی ملاقات 20 اکتوبر 1959ء کو راولپنڈی میں ہی کی۔ اسی ملاقات میں آپؒ نے خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے دست حق پر بیعت کی۔

اگلے سال ہی آپ سینئر بھائیوں کے چلے جانے کے بعد خادم حلقہ بنا دیے گئے۔ ان دنوں آپ راولپنڈی کے محلّہ چاہ سلطان کے سول علاقہ میں رہائش پذیر تھے بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ بنوں سے واپس آتے ہوئے اور سالانہ اجتماع سے واپسی پر آپؒ کی رہائش گاہ واقع محلّہ چاہ سلطان میں قیام کرتے تھے۔

آپؒ 1961ء میں ایک سال کے انتہائی قلیل عرصہ میں حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے مجازین کی صف میں شامل ہوگئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے راولپنڈی میں ہی آپ کو مجاز ڈکلیئر کیا اور کہا کہ ''آپ تو مجاز کب سے بنے ہیں مگر آپ کو پتا نہیں۔''

1964ء میں رسالپور چلے گئے اور خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ بنوں سے لاہور منتقل ہوگئے۔

آپؒ کو حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی خصوصی شفقت حاصل رہی۔ مرشد کی خصوصی توجہ اور نظر عنایت کی وجہ سے آپؒ کو سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں بہت سے مقامات پر تمام دوسرے بھائیوں سے امتیازی مقام پر دیکھا گیا۔ آپ کو کم عمری میں خادم حلقہ کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ ایک سال کے انتہائی قلیل عرصہ میں مجاز کے منصب سے نوازے گئے۔ آپ سے خصوصی لگن اور محبت کے باعث ہی حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ آپؒ کے ہاں قیام کو ترجیح دیتے۔ آپؒ کی کچھ آراء کو بانیٔ سلسلہؒ نے باقاعدہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تعلیم کا جزو بنا دیا۔ بانی سلسلہؒ نے اپنی کچھ

باتوں میں آپ سے اظہار خیال کر کے مزید بہتر بنایا اور کچھ معاملات میں خاموشی اختیار کرتے ہوئے پسند فرمایا۔

☆ اجتماعات کے موقع پر بھائی ایک دوسرے کو زیادہ تر بھائی جان کہہ کر مخاطب کرتے تھے کیونکہ ایک دوسرے سے شناسائی تو ہوتی نہیں تھی۔ اسکے علاوہ سلسلہ میں بیعت شدہ بھائیوں کے ایڈریس وغیرہ کی تفصیل بھی باقاعدہ مرتب صورت میں نہیں تھی بلکہ جو بھائی بیعت ہوتا انکا بیعت نامہ ایک فائل میں رکھ دیا جاتا تھا اور سالانہ اجتماع کے موقع پر ہر حلقہ کو کہا جاتا کہ آپ اپنے حلقہ میں شامل بھائیوں کی فہرست بنا کر لائیں اور ان تمام فہرستوں کو بھی فائل کی نذر کر دیا جاتا۔ بانی سلسلہؒ بارہا فرما چکے تھے کہ بھائیوں کے ریکارڈ کو مرتب کریں مگر کوئی عملی اقدام نہ ہوا۔ ایک دفعہ آپ بانی سلسلہؒ سے ملنے گئے تو آپ نے کہا باباجی بھائیوں کی رجسٹریشن کا کام میرے ذمے لگائیں جس پر اس وقت موجود فائلیں آپ کو سونپ دی گئیں۔ جس پر آپ نے سن وار بیعت شدہ بھائیوں کے ناموں کا اندراج ایک رجسٹر میں شروع کیا۔ اور سب سے پہلے سن 1951 میں بیعت شدہ بھائیوں کا اندراج کیا اور سن کو پہلے درج کیا جیسے 51001۔ یعنی سن کے آگے تین ہندسے، تا کہ گنتی اگر سینکڑوں میں جائے تو کوئی دقت نہ ہو۔ اس طرح 1951ء سے لے کر 1975ء یا 76ء تک کا سارا ریکارڈ مرتب ہوا۔ اور اجتماع کے موقع پر ناموں کے ساتھ انکا بیعت نمبر بھی لکھا جاتا تا کہ پتہ چلے کہ یہ بھائی فلاں سن میں بیعت ہوا ہے اور بھائیوں کے ناموں کو ترتیب وار لکھا جاتا رہا۔ اس طرح تقریباً آٹھ سو بھائیوں کے ناموں کا سن وار ریکارڈ مرتب ہو گیا اس کام میں دو تین اور بھائیوں نے بھی آپ کی معاونت کی۔ اگلے سال اجتماع کے موقع پر آپ نے وہ رجسٹر باباجیؒ کو پیش کیا اور کہا کہ یہ لیں باباجی اپنا ''گلستانِ توحید''۔ اسکے بعد یہ رجسٹر باباجی کے کمرے کے کونے میں رہتا اور جو بھائی نیا بیعت ہوتا اسکو کہا جاتا کہ اس پر اپنے نام و پتے کا اندراج کر دیں۔ بعد ازاں بیعت نامے پر ڈیٹ وغیرہ لکھی جانے لگی۔

☆ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا مونوگرام بھی آپؒ کی کاوش ہے۔ آپؒ نے اسے رف (Raugh)

ڈیزائن کر کے کراچی کے بھائی رانا عبدالجبار صاحب کو کہا کہ اس کو باقاعدہ ڈرائنگ کریں۔ اس ڈرائنگ کو جب باباجی کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؒ نے بہت زیادہ پسند کیا اور کہا کہ "یہ مونوگرام ہمارے حلقہ کی بہترین نمائندگی کرتا ہے۔ اور سورۃ مزمل کی یہ آیت سلوک کی ابتداء اور انتہا دونوں کو ظاہر کرتی ہے یعنی ذکر سے سلوک شروع ہوا اور اللہ تک پہنچ کر ختم ہوا۔ مزید برآں آپ (قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ) نے فرمایا کہ محبت اور صداقت تو اختیار کرنیوالی چیزیں ہیں اس لیے انکو درج کیا اور اصل چیز تو محبت ہی ہے صداقت تو اس پر ایک CHECK ہے جبکہ غصہ اور نفرت نیگیٹو ہیں اور محبت وصداقت پازیٹو، اس لیے محبت وصداقت کو درج کیا گیا جبکہ یہ مصرعہ" ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل" بعد میں شامل کیا گیا۔ باباجی انصاریؒ کی منظوری کے بعد آپؒ نے کہا کہ باباجی اس پر اپنے سائن بھی کر دیں تو باباجی نے اس پر اپنے دستخط کر دیئے۔

☆ آپ نے یہ بھی تجویز پیش کی کہ سالانہ کنونشن کا آخری دن چھٹی والا ہونا چاہیے۔ تا کہ ساری رات محفل سماع کے بعد برادران سلسلہ خوب آرام کر سکیں، خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اس تجویز کو بھی پسند کیا اور عمل شروع ہو گیا۔ سالانہ کنونشن کے موقع پر باہمی تعارف کیلئے تمام حاضرین کو نیم ٹیگ جاری کرنے اور انہیں کنونشن کے ایام میں سینے پر آویزاں کرنے کی رائے بھی آپؒ نے دی جسے تا حال اختیار کیا گیا ہے۔

☆ بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے دور میں جب سالانہ کنونشن کے موقع پر حلقہ ذکر کرایا جاتا تھا تو ذکر کی بڑی مجلس میں ذکر کرانے والے کی آواز نمایاں نہیں رہتی تھی۔ کلمہ پورا کرتے ہوئے بعض مرتبہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے کلمہ پورا کرایا جاتا تھا۔ آپ نے کنونشن کے موقع پر حلقہ ذکر کے وقت لاؤڈ سپیکر لگانے کو رواج دیا تا کہ ذکر کرانے والے کی آواز باقی دوست احباب سے بلند رہے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے لاؤڈ سپیکر لگائے جانے پر خاموشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے قبول کیا۔

آپؒ نے دعا کے دوران کچھ وقت خاموش رہنے کی روایت ڈالی کہ جن دوست احباب، عزیز وا قارب نے دعا کی درخواست کی ہے ان کیلئے دعا ہر کوئی خود ہی کرے۔اس روایت کو بھی تا حال قبولیت حاصل ہے۔

آپؒ نے یہ تجویز کیا کہ شجرہ خاندان عالیہ توحیدیہ کو باقی تمام اوراد مکمل کر کے توجہ سے پہلے پڑھا جائے ۔تا کہ شجرہ کے دوران جو کیفیت ہوتی ہے وہ توجہ میں مزید بڑھے۔ بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور طریقتِ توحیدیہ کے مسودہ میں آپ کی رائے کے مطابق یہ تبدیلی کی۔

آپؒ نے تجویز پیش کی کہ جناب عبدالہادی انصاریؒ کے نام کے ساتھ جناب رسالدار محمد حنیف خان صاحب کا نام بھی دعا سے پہلے ایصالِ ثواب کے لیے تحریر کر دینا چاہیے۔اس تجویز کو منظور کرتے ہوئے بانی سلسلہؒ نے فرمایا کہ:

''رسالدار محمد حنیف خان صاحبؒ کا نام تو شامل کر لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ہمارے شجرے میں نہیں ہے مگر اور کسی کا نام شامل نہیں کرتے ۔ یہ حلقہ مردے بخشوانے کیلئے تھوڑی ہے۔''

☆ جب 'حقیقت وحدت الوجود' کا مسودہ تیار ہوا تو یہ آپ کو بانی سلسلہؒ نے پڑھنے کیلئے دیا۔اس کتاب کا نام پہلے 'حقیقتِ کبریٰ' رکھا گیا تھا اور سلوک کے بیان میں لکھا ہوا تھا کہ ''وہاں ایک گائیڈ ملتا ہے۔مجھے جو گائیڈ ملے وہ منیٹا پور کے رہنے والے تھے۔وہ دنیا میں بالکل مشہور نہیں ہیں ان کو کوئی نہیں جانتا۔'' ان بیانات کو بابا جی کی تجویز پر مسودہ سے خارج کر دیا گیا کہ ''شاید سب کو گائیڈ نہ ملتا ہو۔'' اور کتاب کا نام حقیقت وحدت الوجود بھی بابا جی نے تجویز کیا۔

☆ آپ کی زندگی پر حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی صحبت کے اثرات ہشت پہلو ہیں۔ ایک دفعہ بابا جی انصاری صاحبؒ آپؒ کے گھر آئے ہوئے تھے تو شگفتہ باجی نے ٹافیاں مانگ لیں۔ بابا جی نے شگفتہ باجی کو پیار کیا اور کہا کہ:

(i) ''اب اللہ میاں تمہیں بھائی دے گا۔'' (ii) تمہارے ابا جان باہر بھی جائیں گے (iii) ان کی پرموشن بھی ہو جائے گی۔حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی تینوں باتیں پوری ہوئیں۔آپ باہر بھی گئے ،جاتے ہوئے حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے کہا کہ Yeast White (سفید خمیر) جو پارک ڈیوس سے ملے گی یہ برطانیہ سے لے آنا۔آپ نے دسمبر 1961ء میں برطانیہ کا سفر کیا۔برطانیہ میں دس دن قیام رہا۔واپسی پر فروری 1962ء میں پرموشن ہوئی۔فروری 1962ء میں ہی خالد محمود ڈار پیدا ہوئے۔

☆ ایک مرتبہ آپ اہل خانہ کے ہمراہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے پاس پشاور ملنے کیلئے گئے۔آپ کے چھوٹے صاحبزادے حامد محمود ڈار بچوں کے ساتھ بہت کھیل کود کر رہے تھے۔حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے کہا کہ:

''مجھے ایسے بچے بڑے اچھے لگتے ہیں جو آرام سے نہیں بیٹھتے۔ہم سے تو کچھ نہیں ہوا جب یہ بڑے ہوں گے تو یہ ہندوستان سے دو دو ہاتھ کریں گے۔''

آپ کے بڑے صاحبزادے خالد محمود ڈار نے سنٹرل ماڈل سکول میانوالی سے میٹرک کیا جبکہ چھوٹے صاحبزادے حامد محمود ڈار نے اسی سکول سے آٹھویں تک تعلیم حاصل کی۔حامد محمود ڈار تقریر کے شوقین تھے۔انہوں نے پہلے ہی مہینے میں سنٹرل ماڈل سکول میانوالی سے دو انعام لیے۔ایک انعام Best of School اور دوسرا انعام Best of Class کا تھا۔خالد محمود ڈار کے میٹرک پاس کرنے اور حامد محمود ڈار کے مڈل پاس کرنے کے بعد آپ نوکھر آ گئے ان دنوں جونیئر کیڈٹ کی سکیم تھی مگر ٹریننگ چار سال کی ہوا کرتی تھی۔پاک فوج میں اس طرح کی بھرتیوں کا سلسلہ کچھ ہی دیر رہا۔حامد محمود ڈار نے پہلی مرتبہ ہی فوج میں کمیشن حاصل کر لیا۔حامد محمود ڈار کی ٹریننگ اور پرموشن بروقت ہوئیں۔جو آج کل پاک فوج میں بطور بریگیڈیئر اپنے فرائض منصبی سرانجام دے رہے ہیں۔

☆ جب حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے عبدالستار خانؒ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور ان کے بیعت کا حکم دیا تو نامی گرامی افراد جن میں مجازین بھی تھے، سب کے قدم ڈگمگا گئے۔ اس موقع پر آپؒ نے اپنے مرشد خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے حکم کو مقدم رکھا اور بلا چون و چراں جناب عبدالستار خانؒ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ نے بانی سلسلہؒ کے حکم کے مطابق جناب عبدالستار خانؒ سے بھی ایک مثالی تعلق قائم رکھا۔

☆ جناب عبدالستار خانؒ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں دوران علالت اپنے داماد غلام رسول شاہد کو شیخ نامزد کر دیا۔ عبدالستار خانؒ کا یہ اقدام بانی سلسلۂ توحیدیہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی قائم کردہ روایت کے برعکس تھا۔ خلافت کی منتقلی کا یہ قدم حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی اس وصیت کے بھی برعکس تھا جو بانی سلسلہؒ نے سپریم کورٹ کے جسٹس رستم ایس سدھو سے تحریر کروائی تھی اور اسے رجسٹرڈ کرایا تھا۔ عبدالستار خانؒ کی طرف سے اپنے داماد کو خلیفہ بنانے پر پیدا ہونے والا انتشار ایک فطری عمل تھا۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ سے وابستہ مخلص صاحبانِ طریقت سے وقت کا تقاضا تھا کہ وہ اس انتہائی اہم موڑ پر اپنا کردار ادا کریں۔ وہ اس نازک صورتحال پر درست سمت میں بروقت فیصلہ کرتے ہوئے مایوسی اور ناامیدی کی فضا میں روشنی اور امید کا پیغام دیں۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں انفرادی اور اجتماعی طور پر بہت سی چہ میگوئیاں ہوئیں، خطوط لکھے گئے، انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں کی گئیں۔ آخر کار وہ وقت آیا کہ جب پاکستان کے مختلف حلقہ جات سے مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ گوجرانوالہ میں اکٹھے ہوئے۔ اس اجتماع کا مقصد صورتحال کا جائزہ لینا اور آئندہ کیلئے لائحہ عمل کا تعین تھا۔ اس موقع پر حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے اعلان کردہ مجازین قبلہ محمد صدیق ڈار، چوہدری غلام قادر، الحاج محمد مرتضٰی اور راجہ علی اکبر موجود تھے۔ رات گئے تک تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ مجازین کرام سے اصرار کیا گیا کہ وہ طریقت توحیدیہ میں دی گئی ہدایات کی روشنی میں شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعین کریں۔ مجازین کی الگ میٹنگ ہوئی جس میں انہوں نے طریقت توحیدیہ میں دی گئی ہدایات کے مطابق متفقہ طور پر قبلہ

محمد صدیق ڈار صاحبؒ کو سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا شیخ منتخب کیا۔قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب نے مجازین سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے متفقہ فیصلہ کو مقدم رکھتے ہوئے اپریل 1991 کو شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے منصب کی بھاری ذمہ داری قبول کی اور سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

☆ بانی سلسلہؒ کے مقربین میں سے کراچی کے بھائی جناب سید محمد ادریسؒ نے قبلہ عبدالستار خانؒ کے داماد غلام رسول شاہد کی وجہ سے پیدا ہونے والے انتشار پر دکھ و غم کا اظہار کیا تو آپ نے شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود جناب سید محمد ادریسؒ کو ان الفاظ میں جواب دیا۔

''اگر غلام رسول شاہد صاحب خلافت و آستانہ سے دستبردار ہو جائیں اور سلسلہ کے بھائی اور اکابرین کسی بھی دوسرے بھائی کی خلافت پر متفق ہو جائیں تو یہ فقیر فوری طور پر اس خدمت سے علیحدگی کا اعلان کر کے سجدۂ شکر بجالائے گا۔اور اسی وقت آٹھ دس لاکھ روپے مالیت کی زمین اور کتابیں وغیرہ جو میرے پاس امانت ہیں وہ آستانہ توحیدیہ کے ساتھ منسلک کر دوں گا۔اس مجوزہ خلیفہ کے انتخاب میں یہ فقیر امیدوار بھی نہیں ہوگا۔مجھے خلوص و خدمت کی تعلیم دی گئی ہے۔ میں سب سے پہلے اس مبارک ہستی کی بیعت کروں گا جو میرے مرشد کے سلسلہ کے اتحاد و ترقی کی علامت بن کر ابھرے گا۔جو خدمت سونپی جائے گی۔دل و جان سے بجا لاؤں گا اور اگر سلسلہ کی بہتری کیلئے حکم ملے تو گوشہ نشینی اختیار کر لوں گا۔''

آپؒ نے بے سروسامانی کے عالم میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی باگ دوڑ سنبھالی اور سلسلہ عالیہ توحیدیہ کو بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے طریقہ کار کے عین مطابق ترتیب دے کر منظم کیا۔ آپ ''ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان'' کے مصداق بہت کم وقت میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ کو اس مقام پر لائے کہ جناب عبدالستار خانؒ کا دورِ خلافت سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تاریخ میں ایک خلاء کی مانند رہ گیا۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تاریخ آپ کی خدمات کی نہ صرف شاہد بلکہ حقیقی آئینہ دار رہے۔

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے آخری ایام

(باجی شگفتہ کوثر۔گوجرانوالہ)

(باجی شگفتہ کوثر شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کی بڑی بیٹی ہیں۔آپ قبلہ بابا جانؒ کو اپنی اولاد میں سب سے زیادہ پیاری تھیں۔زندگی کے آخری چند ایام میں آپ کو قبلہ بابا جانؒ کی خدمت میں ان کے پاس ہونے کا شرف حاصل ہوا۔مجلّہ فلاح آدمیت کی طرف سے باجی محترمہ سے گزارش کی گئی کہ وہ قبلہ بابا جانؒ کے آخری ایام کے حوالے سے ہم مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ کیلئے کچھ تحریر فرمادیں۔اس خصوصی کاوش پر ہم محترمہ باجی شگفتہ کوثر صاحبہ کے شکر گزار ہیں۔ہماری درخواست پر جو تحریر موصول ہوئی وہ قارئین کیلئے پیش ہے۔(ادارہ)

۳۰ مئی جمعرات کے دن خالد بھائی کی وائف نے ابا جی کی خیریت پوچھنے کیلئے فون کیا۔کہنے لگے بیٹا محسوس ہو رہا ہے کہ میرا رزق ختم ہو گیا ہے اور واپسی کا ٹائم قریب آ گیا ہے۔ اسی دن طبیعت کچھ خراب محسوس ہونے لگی۔اگلے دن حامد بھائی انہیں راولپنڈی CMH چیک اپ کیلئے لے گئے۔وہاں تقریباً دو ہفتے قیام کیا۔ایک دن حامد نے کہا ابا جی آپ کو پتہ ہے کہ اب ہماری ڈاکٹرز سے رشتہ داری ہو گئی ہے اور ہم نے ہر ماہ آپؒ کو ملوانے کیلئے لے جانا ہے (چیک اپ کروانے کیلئے)۔میرا خیال ہے کہ اب آپؒ مرکز (تعمیر ملت) سے ریٹائرمنٹ لے لیں اور چچا جان محمد یعقوب صاحب سے کہیں کہ وہ اب مرکز آ جائیں۔کہنے لگے بیٹا! ان کے کچھ مسائل ہیں اس لئے ابھی وہ نہیں آ سکتے۔۱۲ جون کو راولپنڈی سے مرکز تعمیر ملت واپس آ گئے۔طبیعت کافی بہتر تھی۔۳۰ جون تک مرکز میں اپنی روٹین کے مطابق کام کرتے رہے لیکن محسوس ہوتا تھا کہ کچھ کمزور ہو رہے ہیں۔جس دن سے رزق ختم ہونے کا بتایا تھا، ان کی بھوک ختم ہو گئی تھی۔صرف ایک پیس بریڈ صبح، ایک پیس دوپہر، اور ایک شام میں لیتے تھے۔ہم کہتے کہ ابا جی تھوڑا اور لیں تو کہتے بس بیٹا بہت کھا لیا ہے اب بس۔۳۰ جون بروز اتوار روٹین کے مطابق

ناشتہ کرنے کے بعد کپڑے تبدیل کیے اور حسبِ معمول باہر برآمدے میں چلے گئے۔ پیر بھائی آنے لگے۔ لاہور سے بھی کچھ بھائی آئے۔ انہوں نے مالش والا تیل منگوا کر ٹانگوں کی مالش بھی کی۔ تقریباً ۱۲ بجے وہ پھر اندر آئے تو میں نے پوچھا کہ ابا جی مالش سے کچھ فرق محسوس ہوا ہے؟ کہنے لگے ہاں فرق تو پڑتا ہے۔ میں نے کہا کہ ابا جی میں روزانہ آپ کو مالش کر دیا کروں گی لیکن بولے نہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد لیٹے تو کہنے لگے مجھے پسلیوں میں آگے پیچھے درد ہے جو سانس لینے سے بھی ہوتا ہے۔ پوچھا زیادہ تو نہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ عصر کے وقت بیدار ہوئے، نماز پڑھی تو کہنے لگے درد پہلے سے زیادہ ہو رہا ہے۔ خالد بھائی اور مسز خالد بھی خیریت دریافت کرنے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ تقریباً ۲ بجے راولپنڈی حامد کو فون کر کے ابا جی کی طبیعت کی خرابی کا بتایا۔ کہنے لگے کہ میں ابھی گاڑی بھیج دیتا ہوں۔ ابا جی کی طبیعت ٹھیک نہیں، وقتی آرام کیلئے ڈاکٹر اُسامہ (نواسے) سے کوئی دوائی لکھوا لیں۔ صبح سویرے گاڑی ابا جی کو لے کر راولپنڈی پہنچ جائے گی۔ اُسامہ سے دوائی پوچھی تو کہنے لگا میں دوائی نہیں لکھوا سکتا کیونکہ جو تکلیف آپ بتا رہی ہیں ہو سکتا ہے کہ Lungs میں پانی ہو۔ لہٰذا انہیں فوراً ہسپتال لے جائیں لیکن ابا جی ہسپتال لے جانے پر راضی نہ تھے۔ عشاء کی نماز پڑھنے کیلئے اُٹھے، میں نے ماتھے کو چھوا تو ٹمپریچر محسوس ہوا۔ میں نے کہا ابا جی بخار محسوس ہو رہا ہے اسلئے یہ دو گولیاں (پیناڈول) کھا لیں۔ دوائی کھانے کے بعد لیٹ گئے۔ رات کے دوران میں وقفے وقفے سے میں دروازے سے آ کر دیکھتی رہی لیکن آرام سے سوتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

یکم جولائی صبح فجر کی نماز میں نے ان کے کمرے میں پڑھی۔ کہنے لگے بیٹا میں نے بھی نماز پڑھنی ہے۔ وضو کیا، نماز پڑھی۔ اتنے میں راولپنڈی جانے کیلئے گاڑی جو رات راہوالی کینٹ پہنچ چکی تھی، مرکز آ گئی۔ میں نے کہا ابا جی گاڑی آ گئی ہے اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟ کہنے لگے اب پھر مجھے بہت تکلیف ہے۔ رات جو تم نے مجھے دو گولیاں کھلائی تھیں ان سے کافی آرام رہا تھا۔ میں نے کہا ابا جی تھوڑا سا ناشتہ کریں تو میں آپ کو دوبارہ وہی گولیاں دے دیتی ہوں۔

ناشتے میں بریڈ کا ایک پیس اور چائے کا ایک کپ لیا۔ بعد میں دو گولیاں پیناڈول کھلا دیں۔ امی جان دوسرے کمرے میں ابا جی کے بیگ میں کپڑے رکھ رہی تھیں۔ جب میں ناشتے کے برتن اٹھانے لگی تو کہنے لگے بیٹھ جاؤ۔ میں نے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ کہنے لگے

''میں نے قبلہ انصاری صاحبؒ کی تعلیمات کے مطابق یہ مرکز، یہ سلسلہ سارا بنا دیا ہے مجھے راولپنڈی بھیج رہے ہو تو کیا میری زندگی دو سال بڑھا لو گے؟''

میں نے کہا ''نہیں۔ ابا جی زندگی بڑھانا تو مالک کے اختیار میں ہے۔ ہمارا دل چاہتا ہے کہ آپکی زندگی آرام و سکون سے گزرے، آپ کو تکلیف نہ ہو۔''

کہنے لگے!

میرے معاملے میں میرے بھائیوں سے بحث نہ کرنا۔ میری میت انہوں نے آپ کو یہاں سے اٹھانے نہیں دینی اور نہ ہی میں یہ بات پسند کرتا ہوں۔ قبر (ہاتھ کے اشارے سے) اس دیوار کے قریب بنانی ہے تا کہ آتے جاتے لوگ بھی فاتحہ پڑھ سکیں۔''

میں نے ہاں کے انداز میں صرف سر ہلایا، نہ تو مجھ میں بولنے کی طاقت رہی اور نہ حوصلہ۔ اسکے بعد ان کے کپڑے تبدیل کروائے۔ کہنے لگے:

''مومن کیلئے موت ایسے ہی ہے جیسے یہ کپڑے اتارے اور دوسرے پہن لئے۔ اِدھر آنکھ بند کی اُدھر کھول لی۔ میں موت سے بالکل نہیں ڈرتا۔ موت برحق ہے۔ جو موت سے ڈر گیا اس کے سارے اعمال ضائع ہو گئے کیونکہ اس کا اللہ پر کامل یقین نہیں۔ انہی باتوں کے دوران تیاری مکمل ہو گئی۔ کہنے لگے میں یہاں سے جانا پسند نہیں کرتا کبھی گوجرانوالہ، کبھی پنڈی۔

۹ بجے راولپنڈی کیلئے روانہ ہو گئے۔ وقفے وقفے سے حامد فون پر ان کی خیریت بتاتے رہے۔ چیک اپ کے بعد بھائی حامد کا فون آیا بہت خوش تھے۔ کہنے لگے ڈاکٹرز ٹیسٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں۔ ابا جی کی ہر چیز کنٹرول اور نارمل ہے۔ گردے بالکل ٹھیک کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹرز کافی دیر تقریباً ایک گھنٹہ ابا جی سے گپ شپ لگاتے رہے ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے کہا:

''باباجی اس دفعہ آپ روزے نہ رکھیں''

کہنے لگے:

''مجھے پہلے ہی پتہ ہے کہ اب میں نے روزے نہیں رکھنے۔بہت روزے رکھ لئے ہیں اللہ تعالیٰ وہی قبول فرمائے۔آمین۔''

حامد بتاتے ہیں۔۲ جولائی کو بعد از نماز عصر میں ابا جی کے پاس لان میں بیٹھا ہوا تھا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے دوران میں نے کہا ابا جی چچا جان یعقوب صاحب تو مرکز نہیں آسکتے۔ کہنے لگے، اب آجائیں گے۔پوچھا ان کے جو مسائل تھے کیا وہ حل ہوگئے ہیں!۔کچھ نہ بولے خاموش رہے۔

حامد کہتے ہیں کہ ۳ جولائی کو ابا جان مرکز واپسی کیلئے تیار تھے۔ابا جی سے ملنے کے بعد انہیں فرنٹ سیٹ پر بٹھا دیا۔پیچھے ان کی مسز، بیٹا فاراج، اور خود بیٹھے تھے۔حامد کہتے ہیں مجھے محسوس ہوا جیسے ابا جی شیشہ کھولنے کی کوشش کررہے ہیں۔میں نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔جھک کر ابا جی کے قریب ہوکر پوچھا۔ابا جی کچھ کہنا ہے! بولے نہیں۔اپنے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں بازو کلائی سے پکڑا اور ہاتھ ملانے لگے۔دونوں ہاتھ سے بڑی قوت سے میرا بازو اور میرا ہاتھ دبایا۔ہاتھ اپنے سینے سے لگایا اور چھوڑ دیا۔تقریباً ۳ بجے مرکز تعمیر ملت پہنچ گئے۔

۵ جولائی کو ابا جی معمول کے مطابق ناشتے کے بعد باہر برآمدے میں بیٹھ گئے۔ چچا طالب صاحب کی فیملی اور کچھ دوسرے بھائی آگئے۔ان سے بات چیت کرتے رہے۔ ظہر کے بعد طبیعت کچھ خراب محسوس ہونے لگی۔محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سانس میں کچھ مسئلہ ہے۔ دمہ کی معمولی سی تکلیف محسوس ہورہی تھی عصر کی نماز کے بعد مجھ سے کہنے لگے دیکھو وینٹولین کولی فلاں جگہ پڑی ہے وہ مجھے دے دو۔کولی کھلا دی لیکن رات تک کوئی افاقہ نہ ہوا۔دوبارہ رات کو کولی دی تقریباً دس بجے لیٹ گئے۔۱۲ بجے مجھے محسوس ہوا کہ ابا جی نے ٹارچ آن کی ہے۔ میں فوراً کمرے میں آگئی، پوچھا کچھ چاہیے؟ کہنے لگے بیٹا وضو کرنا ہے، عشاء کی نماز پڑھنی ہے۔

میں نے واکر آگے کیا، وضو کر کے آئے، نماز پڑھی اور لیٹ گئے۔ سانس کی تکلیف نہ بیٹھنے سے تھی، نہ لیٹنے سے، صرف چل کر جب واش روم جاتے تھے تو سانس پھول جاتا تھا۔

۶ جولائی صبح فجر کی نماز کے بعد لیٹ گئے۔ ناشتہ کیا اور دوبارہ لیٹ گئے۔ معمول کے مطابق باہر برآمدے میں نہیں گئے۔ تقریباً ۹ بجے خالد بھائی، چچا جان لطیف صاحب، چچی جان وغیرہ سب بیمار پرسی کیلئے آئے۔ خالد کہتے ہیں کہ

''میں تین گھنٹے بیٹھا رہا ہوں، اس دوران انہوں نے مجھ سے ایک بات نہیں کی۔ وقفے وقفے سے میری طرف دیکھتے جاتے تھے۔ بات میں نے بھی نہیں کی، صرف ان کا چہرہ دیکھتا جاتا تھا۔ پلیٹ میں خوبانیاں اور آلو بخارہ رکھا تھا۔ ابا جی نے پلیٹ ہاتھ میں پکڑی۔ میرا دھیان ابا جی کی طرف تھا۔ ان کا ہاتھ ہلکا سا کپکپایا۔ ابا جی نے محسوس کیا کہ خالد نے دیکھ لیا ہے۔ پلیٹ دوبارہ ٹیبل پر رکھ دی۔ ایک آلو بخارہ لیا اور پلیٹ ہاتھ سے میری طرف کر دی۔ منہ سے نہیں بولے۔ میں نے بھی ایک دو خوبانیاں لیں۔ تین گھنٹے بعد اٹھا، کہا ابا جی اب میں چلتا ہوں۔ ہاتھ ملانے کیلئے ہاتھ آگے کیا تو ابا جی نے بغیر بولے بائیں ہاتھ سے میرا بازو پکڑا اور ہاتھ ملایا۔ پوری قوت سے میرا ہاتھ اور میرا بازو دبایا۔ میں باہر نکل کر تھوڑا حیران ہو کر اپنا ہاتھ اور اپنا بازو دیکھتا رہا۔ سوچا ابا جی ماشاءاللہ ٹھیک ہیں، کافی قوت سے ہاتھ اور کلائی دبائی ہے۔ ان کا لمس میں کافی دیر تک محسوس کرتا رہا۔''

تقریباً ایک بجے میں نے حامد کو فون کیا اور بتایا کہ ابا جی کو سانس کا تھوڑا مسئلہ ہے۔ لیٹنے اور بیٹھنے سے نہیں صرف جب چلتے ہیں، اس وقت سانس لینے میں دشواری محسوس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر کے پاس جانے کیلئے مانتے نہیں، ان کے ڈاکٹر سے کوئی دوائی لکھوا دو۔ کہنے لگے باجی مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابا جی مرکز میں جا کر بیمار ہوتے ہیں، میرے پاس ابا جی آتے ہیں تو بغیر دوائی کے ٹھیک ہو جاتے ہیں بلکہ ہر گھنٹے بعد پہلے سے فریش نظر آتے ہیں۔ مرکز میں ایک دن ٹھیک گزارا ہے، دوسرے دن پھر ان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر سے پوچھ کر حامد نے

دوائی لکھوائی جوفوراً منگوا کر دے دی گئی۔عصر کی نماز میں نے ابا جان کے کمرے میں پڑھی۔ابا جی بیٹھے ہوئے تھے، کہنے لگے بیٹا میں نے بھی نماز پڑھنی ہے، وضو کرنا مشکل لگ رہا ہے،تھوڑی نقاہت ہے۔میں نے کہا ابا جی واش روم جا کر وضو کرنے کی ضرورت نہیں میں آپ کو یہیں وضو کرواتی ہوں۔ٹب رکھ کر پائپ سے انہیں وضو کروایا۔مسکرا کر کہنے لگے یہ تو بڑا آرام دہ کام ہے۔ مجھے تکلیف بھی نہیں ہوئی اور وضو بھی ہو گیا۔عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد لیٹ گئے۔میں پاس بیٹھی تھی۔کمرے میں ابا جی نے نظر دوڑائی۔سامنے خالد کی بیٹی کی تصویر لگی تھی۔تصویر کی طرف دیکھا۔پھر ٹیپ ریکارڈر جو مرکز آتے ہوئے خالد کے گھر سے لائے تھے،اسے دیکھا۔کہنے لگے یہ دونوں چیزیں صبح خالد کو دے دینا۔ایک لمحے کیلئے خیال آیا کہ یہ دونوں چیزیں بارہ سال سے یہاں موجود ہیں آج ابا جی ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔میں نے ابا جی سے کہا کہ دیکھیں ابا جی آپ کا چھوٹا بیٹا حامد مجھے کیا کہہ رہا ہے۔تھوڑا مسکرا کر پوچھا کہ کیا کہہ رہا ہے؟میں نے کہا کہتا ہے باجی آپ لوگ پتا نہیں کیا کرتے ہیں ابا جی بیمار ہو جاتے ہیں۔میرے پاس آئیں تو ابا جی بغیر دوائی کے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔مسکرا کر کہنے لگے کہ اسے کہو کہ آجائے اور آکر مجھے پھونک مارے۔ چھوٹے چچا جان رفیق صاحب آئے ہوئے تھے۔ابا جی کو دبانے لگے۔میں شام کا کھانا پکانے کچن میں آگئی۔چچا جان ٹانگیں دبا رہے تھے۔ابا جان کہنے لگے۔رفیق نہ دباؤ تھک گئے ہو گے۔ کہنے لگے نہیں بھائی جان میں نہیں تھکا۔ابا جی کہنے لگے چلو پھر آج دبا لو،کل کسے دباؤ گے؟ چچا جان خالد کے پاس رہتے ہیں کہتے ہیں"میں سمجھا شاید میں نے چلے جانا ہے اس لئے کہہ رہے ہیں"۔چچا جان کہنے لگے بھائی جان میں روز آپ کو دبانے کیلئے آجایا کروں گا۔ بولے نہیں، خاموش رہے۔تقریباً ساڑھے چھ بجے چچا جان نے جانے کی اجازت مانگی۔کہنے لگے رفیق آج نہ جانا کوئی تو پاس ہونا چاہیے۔چچا جان بولے۔آپا جی، آپا جمیلہ(بہن)،شگفتہ، دلاور(ملازم)اتنے افراد آپ کے پاس ہیں۔کہنے لگے، بھائی تو نہیں ہے۔چچا جان رک گئے۔ مجھے آکر بتانے لگے، مجھے بھائی جان نے اجازت نہیں دی جانے کی۔مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا،

میں نماز پڑھنے ان کے کمرے میں گئی۔ میں نے نماز پڑھی تو کہنے لگے، بیٹا میں نے بھی نماز پڑھنی ہے۔ پوچھا، ابا جی وضو کرنا ہے؟ کہنے لگے، نہیں بیٹا میرا وضو ہے۔ جائے نماز بچھائی، نماز پڑھ کر دوبارہ لیٹ گئے۔ میں سامنے بیٹھی تھی، میری طرف سے کروٹ بدل لی۔ کہنے لگے حامد سے کہنا اتوار کے اتوار پھیرا لگایا کرے۔ کئی دفعہ آخری دن اور اتوار کا اشارہ دیا لیکن مجھ میں اتنی سوجھ بوجھ نہیں تھی یا شاید ان کی محبت مجھے یہ بات سمجھنے نہیں دے رہی تھی۔ پھر سورۂ جمعہ کی کچھ آیات پڑھ کر مجھے سنانے لگے۔ کہنے لگے جس نے قرآن پڑھا، سمجھا نہیں، اسے تو سزا ہے۔ لیکن جس نے پڑھا، سمجھا لیکن عمل نہیں کیا اسے ڈبل سزا ہے۔ اس دوران امی جان اور پھوپھی جان، چچا جان اندر آ کر بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے تو میں کچن کی ڈیوٹی کی طرف چل پڑی۔ سب کو کھانا دیا، فارغ ہونے کے بعد اندر آ کر ابا جی کے پاس بیٹھ گئی۔ پوچھا، ابا جی تھوڑا سا کھانا لاؤں؟ بیٹھے ہوئے تھے، مسکرا کر مجھے دیکھنے لگے۔ بیٹا آج صرف دودھ لے آؤ، پی کر سو جائیں۔ میں فوراً دودھ کا گلاس، چمچ، اور ایک پلیٹ لے گئی۔ سوچا دوائی کھلانی ہے اس لئے کچھ کھانے کیلئے بھی دینا چاہیے۔ دودھ کے ساتھ ایک باقر خانی لی۔ دوائی کھائی اور پھر لیٹ گئے۔ ساڑھے نو بجے چوک اعظم سے نصرت باجی کا فون آیا۔ بھائیوں کی آمد کی اطلاع دی۔ فون پر بات کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نقاہت محسوس کرتا ہوں، بول نہیں سکتا اس لئے انہیں آنے کا فائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے کہا، ابا جی کوئی بات نہیں روانہ ہو چکے ہیں تو آنے دیں۔ کہنے لگے بیٹا جو اتنی دور سے آ رہے ہیں وہ کھانا کھانے نہیں آ رہے، اللہ کی بات چیت کیلئے آ رہے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ ۱۰ بجے کہنے لگے، بیٹا لائٹ آف کر دو اور جا کر نماز پڑھو۔ لیٹے ہوئے پنکھے کی طرف دیکھا۔ کہنے لگے، چارپائی پنکھے کے نیچے کر دو۔ میں نے چارپائی نیچے کر دی۔ میری طرف دیکھا اور تین مرتبہ دہرایا، بیٹی اللہ تمہیں خوش رکھے۔ آخری فون ۱۰ بجے حامد کے چھوٹے بیٹے فاراج کو کیا۔

-

نماز پڑھنے کے بعد میں لیٹ گئی۔ نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ تقریباً سوا بارہ بجے مجھے آواز دی۔ میں کمرے میں آئی تو امی جان نے کہا کہ تمہارے ابو نے شاید پانی پینا ہے۔ میں گلاس میں پانی ڈال کر سامنے بیٹھ گئی۔ بولے، نہیں۔ صرف میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں بھی ان کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ تھوڑے وقفہ کے بعد میں نے کہا، ابا جی پانی پی لیں۔ کہنے لگے، میں نے پانی نہیں پینا۔ میں نے کہا، امی جان کہہ رہی تھیں کہ شاید آپ نے پانی پینا ہے۔ کہنے لگے، امی کو دے دو، وہی پی لیں۔ میں نے واش روم جانا ہے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے، مشکل لگ رہا ہے جانا۔ میں کموڈ والی کرسی فوراً باہر سے لے آئی، اسے دھویا اور ابا جی کی چارپائی کے قریب رکھ دی۔ کہنے لگے، نہیں میں نے واش روم جانا ہے۔ میں نے واکر سامنے لا کر رکھی۔ پوچھا، ابا جی سانس میں رکاوٹ محسوس تو نہیں ہو رہی؟ کہنے لگے، لیٹے رہنے سے یا بیٹھنے سے نہیں ہوتی۔ واکر کا سہارا لے کر واش روم چلے گئے۔ میں ساتھ چل رہی تھی۔ میں نے کہا ابا جی میں سائیڈ پر کھڑی ہوں دروازہ بند نہ کریں۔ بولے نہیں۔ دروازہ بند کر لیا لیکن لاک نہ کیا۔ شاور استعمال کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ پھر پاؤں دھوئے اور دروازہ کھول دیا۔ مجھے کہنے لگے، سیرپ لے آؤ۔ میں نے فوراً سیرپ پلایا۔ بٹن کھولنے کیلئے ہاتھ اوپر کیے تو میں نے فوراً بٹن کھول دیے اور ہاتھ والے پنکھے سے انہیں ہوا دینے لگی۔ لمبے سانس لے رہے تھے اور ہر سانس میں بلند آواز کے ساتھ 'اللہ' کہہ رہے تھے۔ ۵ منٹ بعد میں نے پوچھا، ابا جی چچا جان کو بلا لاؤں؟ کہنے لگے، بلا لاؤ۔ میں فوراً چچا جان کو بلا لائی۔ چچا جان بائیں سائیڈ پر کھڑے ہو گئے۔ ابا جی کہنے لگے دوسری طرف یعنی دائیں طرف ہو جاؤ، اِدھر شگفتہ نے کھڑے ہونا ہے۔ ہم دونوں سائیڈوں پر کھڑے ہو گئے۔ بلند آواز میں تین دفعہ کہا، یا اللہ مدد۔ یا اللہ مدد۔ یا اللہ مدد۔ ایک بازو چچا جان کے کندھے پر اور دوسرا میرے کندھے پر رکھا۔ ہم دونوں نے انہیں بازوؤں کے گھیرے میں لیا اور ابا جی اٹھ کر ہمارے ساتھ چلنے لگے۔ واش روم سے باہر تین چار قدم چلنے کے بعد بیٹھنے لگ گئے۔ ان کے بوجھ سے چچا جان اور میں بیٹھ گئے۔ میں فوراً چارپائی لے آئی۔ ان کی آنکھیں

بند اور سانس بالکل پرسکون تھا۔ چچا جان اور میں نے کوشش کی کہ انہیں چارپائی پر ڈالیں لیکن ہم ایسا نہ کر سکے۔ میں دوڑ کر سامنے حکیموں کے گھر چلی گئی، زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھنے پر بتایا کہ میں بابا جی کی بیٹی ہوں، مرکز سے آئی ہوں، میرے ابا جی کی طبیعت بہت خراب ہے۔ میرے چچا جان ہیں لیکن وہ ہم دونوں سے اٹھائے نہیں جا رہے، خدارا دروازہ کھولیں، اور میرے ساتھ آئیں۔ اللہ انہیں خوش رکھے۔ وہ چاروں باپ بیٹے باہر آ گئے۔ تینوں نوجوان مرکز کی طرف بھاگے اور چچا جان کے ساتھ مل کر میرے آنے سے پہلے ابا جی کو چارپائی پر لٹا چکے تھے۔ میں مکمل طور پر حواس باختہ ہو چکی تھی۔ میں نے حکیم صاحب سے پوچھا، بھائی ابا جی کو CMH لے جانا ہے میں کیا کروں؟ وہ کہنے لگے کہ ۱۱۲۲ والوں کو فون کرو، ایمبولینس آ جائے گی۔ میں نے انہیں فون کیا، ساتھ ہی خالد بھائی کے گھر، نوکھر چچا جان لطیف صاحب، اور انور صاحب کو بھی فون کر دیا۔ اس دوران ایمبولینس آ گئی اور ہم ابا جی کو لے کر CMH پہنچ گئے۔ جہاں جہاں فون کیا تھا وہ بھی ہمارے پیچھے CMH پہنچ گئے۔ حامد بھائی نے یہاں اپنے دوستوں کو فون کر دیا تھا، وہ ہمارے پہنچنے سے پہلے CMH میں کھڑے تھے۔ ڈاکٹر میجر طلعت اور کرنل ڈاکٹر شوکت ابا جی کو چیک کرنے لگے۔ ہمیں انہوں نے باہر بھیج دیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے بلایا، ان کے بارے میں پوچھنے لگے اور پھر مجھے باہر بھیج دیا۔ شبانہ (چھوٹی بیٹی) اندر گئیں، اس وقت ان کی Death ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب پوچھنے لگے، آپ ان کی کیا لگتی ہیں؟ بتایا، بیٹی ہوں۔ کہنے لگے، آپ کے ابا جی کیا کرتے تھے؟ کوئی مدرسہ وغیرہ چلاتے تھے؟ یا کوئی تبلیغ وغیرہ کرتے تھے؟ شبانہ نے روتے ہوئے مرکز کے بارے میں بتایا۔ تو کہنے لگے:

"میں نے آج تک اتنے سکون سے کسی کی جان نکلتے نہیں دیکھی۔ **(انّا للہ و انّا الیہ راجعون)** آپ کے والد تو کوئی ولی اللہ تھے۔ ان کی تعلیمات کا اثر آپ سب میں نظر آ رہا ہے۔ کوئی فوت ہوتا ہے تو یہاں لوگ واویلا کرتے ہیں، چیخ و پکار کرتے ہیں، آپ سب لوگ رو رہے ہیں مگر صبر کے ساتھ۔"

وصال سے چند لمحات قبل

(ہمشیرہ مبشر رشید-چوک اعظم)

محبت اور عشق چند لمحات کے لئے کسی کی یاد میں کھو جانے کا نام نہیں بلکہ یہ ایسا جذبہ ہے جو لامتناہی سلسلے کی یادوں کو جنم دیتا ہے اگر محبت صرف خونی رشتوں سے تعلق کا نام ہو تو اس کو ہم نے بارہا سرد ہوتے دیکھا اور وقت کے ساتھ یہ دھندلا جاتا ہے لیکن جب یہ جذبہ ذات حق اور حضور اکرم ﷺ کی نسبت سے ہو تو یہ ماند نہیں پڑتا بلکہ اسے اور جلا ملتی ہے باباجیؒ سے محبت بھی اس سلسلے کی ایک کڑی تھی باباجیؒ فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا تم مجھ سے محبت نہیں کرتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ سے محبت کی قوی دلیل ہے۔

کال تو روزانہ باباجانؒ کو کرتی تھی لیکن جب سے طبیعت زیادہ مضمحل ہونا شروع ہوئی تو دن میں تین چار بار خیریت دریافت کرتی تھی 6-07-2013 کو جب میں نے باباجی کو فون کر کے خیریت معلوم کرنا چاہی تو باباجان نے فرمایا کہ ”میں پہلے سے کافی بہتر ہوں‘ تم اتنی پریشان نہ ہو میرے لئے دعا کیا کرو کیونکہ میں نے اپنے لئے دعائیں مانگنے کا سلسلہ بند کر دیا اور یہ دعائیں تمہارے سپرد کر دی ہیں تو میں نے کہا نہیں باباجان! میں اس قابل کہاں تو فرمایا نہیں تم دعا کیا کرو چلو میں بھی کروں گا پھر فرمایا کہ پریشان نہیں ہوا تم مجھے بہت پریشان نظر آتی ہو کیا بات ہے؟ تو میں نے کہا ” کہ باباجان یہ تو مجھے بھی نہیں پتہ کہ میں کیوں پریشان ہوں بس اتنا پتہ ہے کہ میرے ہاتھوں سے کوئی چیز نکلی جا رہی ہے“ فرماتے ہیں ”بہت سمجھدار ہوگئی ہو لگتا ہے تمہیں سب کچھ پتہ ہے“ میں نے کہا باباجان اگر پتہ ہوتا تو آپ کو ضرور بتاتی“ پھر ادھر ادھر کی بات کرنے لگے“ کمزوری بہت ہوگئی ہے“ میں نے کہا ”باباجان آپ کو پتہ ہے کہ میں پریشان کیوں ہوں؟ فرمایا ”چلو ایک دو دن میں میری بیٹی کی پریشانی ختم ہو جائے گی“۔

پھر اسی روز دوپہر کو مجھے خود کال کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ”اب تم بڑی ہوگئی ہو

پہلے میں سب کو اپنے ساتھ بٹھا کر ذکر کراتا تھا اب اکیلی کیا کرو روزے آرہے ہیں نماز، ذکر ،تلاوت میں ماہ رمضان شریف میں زیادہ مزہ آتا ہے" پھر فرمایا کہ میری بیٹی بابا جان کی تعلیم پر عمل کرتے رہو گے تو بہت اچھے رہو گے" میں بھی خوش بابا جان بھی خوش خدا بھی خوش" میں نے کہا جی بابا جان! پھر فرماتے ہیں اب میں سونے لگا ہوں"

6 جولائی کی شام کو میں نے پھر کال کی تو فرماتے ہیں بیٹی زیادہ کمزوری کی وجہ سے ڈاکٹروں نے روزے رکھنے سے منع کر دیا ہے" میں نے کہا کوئی بات نہیں بابا جان انشاءاللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے تو اگلے سال ایک دن میں دو دو روزے رکھیں گے تو اس سال کے بھی روزے پورے ہو جائیں گے آپ ہنس پڑے اور فرمایا تمہارا خیال ہے کہ اب میں تمہارے پاس بیٹھ کر ہی روزے رکھے جاؤں ۔اب تم اکیلی روزے رکھو گی تو میں چپ ہو گئی پھر فرمایا اس رمضان شریف میں اپنی کمریں کس لو میں نے کہا بابا جان دو پہر کو بڑا ہی عجیب خواب دیکھا ہے فرمایا کیا؟ تو میں نے کہا بابا جان آپ نے جو تسبیح مجھے دی تھی میں نے اس کے موتی بکھرے دیکھے ہیں۔فرمایا" آپ کے اور ہماری جدائی کے لمحات جو آرہے ہیں" میں نے کہا کیوں؟ بابا جان آپ کہیں جا رہے ہیں میری بات کا جواب نہیں دیا فوراً مبشر صاحب کا پوچھنے لگے کہ وہ رات کو کتنے بجے آرہے ہیں؟ میں نے کہا بابا جان رات 11 بجے کے قریب روانہ ہونگے فرماتے ہیں ٹھیک ہے آجائیں میں ان کو دیکھ لوں گا اور وہ مجھے دیکھ لیں گے۔پھر مغرب کی نماز کے بعد 7:25 پر کال کی تو فرمایا کہ بیٹی مرکز آجانا عید ادھر ہی کرنی ہے تم بھی آجانا مل کر ادھر ہی عید کریں گے میں نے کہا بابا جان اس دفعہ تو گھر نہیں جانا فرمایا نہیں پھر فرماتے ہیں کہ بیٹی رونا نہیں ہے میں ٹھیک ہوں اس آخری فون پر بات کے دوران میں نے پوچھا بابا جان آپ ہم سے ناراض تو نہیں یا ہمارے بارے میں آپ کے دل میں کوئی بات تو نہیں جس سے آپ کا دل دکھا ہو بابا جان نے فرمایا نہیں میں سب بیٹوں اور بیٹیوں سے خوش ہوں اور ایسا خیال ہرگز دل میں نہ لانا ۔پہلے کال بند کرتے وقت بابا جان اللہ حافظ کہتے تھے لیکن اس آخری کال پر فرمایا اللہ کے سپرد اور کال بند ہو گئی ۔یہ میری آخری کال بابا جان کے ساتھ تھی ۔اناللہ وانا الیہ راجعون!

آخری رسومات

(سید رحمت اللہ توحیدی)

شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ باباجان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے ۷ جولائی ۲۰۱۳ بروز اتوار داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ آپؒ مرکز تعمیر ملت پر اپنی اہلیہ، بڑی صاحبزادی، اور چھوٹے بھائی جناب محمد رفیق ڈار صاحب کے ساتھ تھے۔ رات کو طبیعت ناساز ہونے پر آپؒ کو سی ایم ایچ گوجرانوالہ لایا گیا، جہاں عارضۂ قلب کی بندش سے آپؒ کی وفات ہوئی۔

وفات سے قبل طبی معائنہ میں جو تشخیص ہوئی اس کے مطابق آپؒ کے گردے ٹھیک کام نہیں کر رہے تھے۔ آپؒ کا Serum creatinine لیول زیادہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر حضرات Dialysis کے بارے میں غور کر رہے تھے۔ گردے کے ایسے مریضوں میں عام طور پر بلڈ پریشر کی شکایت ہوتی ہے، مگر آپؒ کو کبھی یہ شکایت نہ رہی۔ ڈاکٹرز بھی ایسی صورتحال پر حیران تھے۔ وفات کے وقت آپؒ کے گردے اچانک فیل ہو گئے، جس کا لازمی نتیجہ ہائی بلڈ پریشر تھا جو دل پر اثر انداز ہو کر دل کے دورے کا موجب بنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپؒ کی وفات کی اطلاع طلوع سحر سے پہلے ہی پورے پاکستان میں مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ اور آپؒ کے عزیزو اقارب تک پہنچ چکی تھی۔ دور دراز مسافتوں سے مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی آمد کے پیش نظر نماز جنازہ کا وقت بعد از نماز عصر رکھا گیا۔

آپؒ کو مرکز تعمیر ملت کی عمارت میں عقبی جانب سیڑھیوں کے ساتھ غسل دیا گیا۔ آپؒ کے نامزد کردہ خلیفہ و جانشین جناب محمد یعقوب صاحب توحیدی نے پاس بیٹھ کر غسل دلایا۔ احمد رضا خان صاحب، حمید اللہ خان صاحب، اور سلیم رضا توحیدی صاحب آپؒ کو غسل دے رہے تھے۔ جناب حافظ یٰسین صاحب پانی ڈال رہے تھے۔ عطاء الرحمان صاحب آپؒ کیلئے کفن تیار کروا کر آئے تو وہ بھی غسل دینے والوں میں شامل ہو گئے۔

نوشہرہ ورکاں کے رہائشی جناب محمد ارشد صاحب آپؒ کیلئے قبر کی تیاری میں دیگر احباب کے ساتھ ساتھ پیش پیش رہے۔ آپؒ کو غسل کے بعد مرکز تعمیر ملت کے برآمدے سے باہر لایا گیا۔ یہاں خواتین خانہ، عزیز و اقارب، اور مریدین خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔ نماز عصر سوا پانچ بجے مرکز تعمیر ملت کے عقبی گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز عصر کے بعد آپؒ کے جسدِ خاکی کو نماز جنازہ کیلئے لایا گیا۔ نماز جنازہ آپؒ کے نامزد کردہ خلیفہ و جانشین جناب محمد یعقوب صاحب توحیدی نے ٹھیک ساڑھے پانچ بجے ادا کرائی۔ نماز جنازہ کے بعد تمام لوگوں نے قطار در قطار پورے نظم و ضبط سے شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کا آخری دیدار کیا۔

آپؒ کو تدفین کیلئے لایا گیا۔ آپؒ کو لحد میں اتارنے والوں میں محمد ارشد صاحب، شاہد آفتاب صاحب، شیخ محمد اکرم، شیخ محمد اسلم، سعید احمد، محمد اکرم اور محمد انور صاحب کے ساتھ موقع پر موجود کئی مریدین سلسلہ نے معاونت کی۔ آپؒ کو جب لحد میں اتارا گیا تو اس وقت چھ بج چکے تھے تدفین سے فراغت کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ نماز مغرب کے بعد جناب محمد یعقوب صاحب توحیدی نماز کی صفوں پر ہی تشریف فرما رہے۔ موقع پر موجود مریدین سلسلہ عالیہ توحیدیہ نے یہاں اجتماعی طور پر قبلہ جناب محمد یعقوب صاحب توحیدی کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔

تمام بھائیوں کی تذکیر کیلئے عرض کرتا چلوں کہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے اپنی وفات سے قبل اپنی تدفین کی جگہ کی نشاندہی خود کی تھی۔ وفات سے قبل آپؒ نے اپنی اولاد اور دیگر اہل خانہ کو ہدایت کر دی تھی کہ "میرے معاملے میں میرے مریدین سلسلہ سے کوئی بحث نہ کی جائے"۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے مرشد نے اپنے آخری ہدایت نامہ میں ہم مریدین سلسلہ کو مقدم رکھا۔ اللہ تعالیٰ قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کے درجات بلند فرمائے اور آپؒ کو اپنے مقربین میں شامل فرما کر جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مرکزِتعمیرِ ملت سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے مالی معاملات:

قبلہ باباجان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کے ساتھ ہمارے بہت سے بھائیوں نے زندگی گزاری ہے۔میرے لئے تو وہ سب میرے پیر بھائی قابلِ رشک ہیں جنہوں نے آپؒ کے ساتھ جوانی کا دور گزارا، آپؒ کے ساتھ پاک فضائیہ میں ایک ہی جگہ قیام و طعام رہا، جو بھائی آپؒ کے کئی سالوں سے پوری طرح واقف اور اور آپؒ کے اخلاق، کردار، اور معاملات کے پوری طرح معتقد تھے اور آپؒ کے شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ بننے کے بعد بلا تامل آپؒ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں آگے آگے تھے۔ایسے ناموں کی فہرست میں کتنے ہی رخشندہ ستاروں کی مانند ہیں جناب عتیق عباسی، جناب خورشید احمد، جناب پیر خان توحیدی، جناب عزیز عارف صاحب، جناب محمد صدیق صاحب۔شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے منصب کی تفویض کے بعد سید قیصر شاہ صاحب، حافظ یٰسین صاحب، ماجد محمود صاحب آپؒ کے بہت قریب رہنے والے بھائی ہیں۔یہ حضرات اور ان کے علاوہ بھی ایک طویل فہرست ہے ایسے مریدین سلسلہ اور احباب کی جو آپؒ کی رفاقتوں میں گزرے لمحات کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔

گزشتہ ماہ مرکزِ تعمیرِ ملت پر میری نظر سے کچھ حسابات گزرے ہیں۔یہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے مالی معاملات کا احاطہ کرتے ہیں۔یہ حسابات کچھ ڈائریوں، کچھ روزناچوں، اور کچھ کیش بکس پر قبلہ باباجان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کے ہاتھ سے مرتب کیے گئے تھے۔میرے لئے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے مالیات کی یہ صورت انتہائی حیران کن تھی۔مالیات کا یہ مکمل ریکارڈ مرکزِ تعمیرِ ملّت پر شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب کے پاس موجود ہے۔

یہ ریکارڈ تین سطح پر مرتب کیا گیا ہے۔ایک تو وہ ڈائریاں ہیں جن سے روزناچوں کا بھی کام لیا گیا ہے۔اگر چہ کچھ باقاعدہ پرنٹ شدہ روزنامچے بھی ہیں مگر روزناچوں کا زیادہ تر کام ڈائریوں سے لیا گیا ہے۔ان میں ہر مہینے کے آمدن و اخراجات پوری تفصیل کے ساتھ درج ہیں

کیش بکس پر ماہوار حسابات آمدن واخراجات پورے سال کے درج کیے گئے ہیں۔رقوم کی ماہانہ آمد کا پورے سال کا ریکارڈ اور ماہانہ خرچ کا پورے سال کا ریکارڈ الگ الگ مرتب کیا گیا تھا۔ اسی سے سالانہ گوشوارہ مرتب کیا جاتا ہے جس کی ایک ایک کاپی سالانہ اجلاس میں تمام خادمان حلقہ جات کو دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ایک کیش بک سال وار تیار کی گئی تھی جس میں سال ۱۹۹۱ سے سال ۲۰۱۲ تک کے تمام سالوں کے حسابات درج کیے گئے تھے۔قبلہ بابا جان کے مرتب کردہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے نظام مالیات میں شفافیت نظر آتی ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں قبلہ بابا جان نے تمام حلقہ جات کو ہدایت کی تھی کہ وہ اپنے حلقہ فنڈ کی باقاعدہ ڈائری مرتب کریں، جس میں تمام مریدین سلسلہ کی طرف سے جمع کرائے گئے حلقہ فنڈ کا اندراج کیا کریں۔ کچھ حلقہ جات باقاعدگی سے یہ ڈائری مرتب کرتے ہیں جس کا موازنہ سالانہ کنونشن پر دیے جانے والے آمدن واخراجات کے گوشوارہ سے کیا جا سکتا ہے۔ مالیات کی یہ شفافیت اور مستحکم انتظام سلسلہ عالیہ توحیدیہ ہی کا خاصا، اور شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ کی خود احتساب ہستی ہی کا شاخسانہ ہے وگرنہ آج تک سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں بھی کسی نے مالی معاملات میں شبہات کا اظہار نہیں کیا۔

ان حسابات میں قبلہ بابا جان کی طرف سے بھی باقاعدگی سے ڈھائی فیصد ماہانہ حلقہ فنڈ جمع کرایا جاتا رہا۔ آپؒ نے بطور شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ ماہانہ حلقہ فنڈ سے کسی قسم کا استثنٰی حاصل نہیں کیا۔ جو قواعد وضوابط جس طرح سے بانیٔ سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے اپنے پیروکاروں کیلئے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے منشور کی حامل کتاب طریقت توحیدیہ میں تحریر فرمائے ہیں اسی انداز سے قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب توحیدیؒ نے اپنے اوپر بھی آخری سانس تک لاگو رکھے اللہ تعالیٰ قبلہ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحب کے درجات بلند فرمائے اور آپؒ کو اپنے مقربین میں شامل فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

بابا جی کی باتیں

(محمد فیصل خان۔ملتان)

بابا جی محمد صدیق ڈار توحیدی صاحبؒ وہ عظیم المرتبت ہستی ہیں کہ جن پر اللہ کا رنگ چڑھا اور خوب چڑھا۔آپؒ نے خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے بکھرے ہوئے موتیوں کو محبت کی لڑی میں پرو دیا۔آپ ہی کی خصوصی محنت اور روحانی قوت کی بدولت سلسلہ عالیہ توحیدیہ خوب پھلا پھولا اور انشاءاللہ آئندہ بھی مزید ترقی کرتا رہے گا۔

آپؒ کے وصال کی خبر ٹوٹے ہوئے دلوں پر بجلی بن کر گری۔مگر اللہ کے دوستوں پر تو موت حرام ہے۔وہ فقط ظاہری طور پر پردہ فرما جاتے ہیں۔قرآن کے مطابق جب شہید کو موت نہیں آتی ہے تو صدیق کیسے مر سکتا ہے۔

بابا جی نے اپنے مریدوں سے بے لوث محبت کی اور ان کو اپنی سگی اولاد کی طرح سمجھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔آپ کے بڑے بیٹے خالد محمود ڈار صاحب پولیس آفیسر ہیں اور چھوٹے بیٹے پاک آرمی میں بریگیڈیئر کے عہدے پر فائز ہیں۔آپ نے ان کے ساتھ رہنے کی بجائے مرکز تعمیر ملت پر رہنے کو فوقیت دی تاکہ اللہ کی محبت کے پیاسوں کو سیراب کر سکیں اور دکھی انسانوں کی دل جوئی کر سکیں۔

دراصل اللہ چند ایسی ہستیاں پیدا کرتا ہے جو اللہ کے لئے جیتیں اور اللہ کے لئے مرتی ہیں آپ کا شمار بھی انہی نفوس قدسیہ میں ہوتا ہے۔آپ جس پر بھی محبت بھری نگاہ ڈال دیتے وہ آپ کا غلام بن جاتا۔باتیں کرتے تو گویا منہ سے پھول جھڑتے۔اخلاق ایسا کہ حضورﷺ کے حکم کے عین مطابق۔چہرہ ایسا روشن اور خوبصورت کہ چودھویں کا چاند اور آنکھیں تو چراغوں کی طرح روشن کہ جام چھلکدار ہیں کہ چھلک جائیں گے۔آپ ہی کا شعر ہے کہ

تیرے حسین چہرے کا غازہ ہے میری راکھ
اب مجھ سے پھوٹتا ہے جلال و جمال تیرا

شریعت کے عین پابند اور روحانیت کہ گویا اوج کمال پر۔پیکر صدق و وفا تھے۔

باباجیؒ سے میری پہلی ملاقات ملتان میں ہوئی ۔آپ اگلی صف میں نماز مغرب ادا کر رہے تھے اور میں آپ سے پیچھے والی صف میں بیٹھا تھا۔سلام پھیرا کہ آپ نے پہلی نگاہ مجھ پر ڈالی تو گویا دل کی دنیا ہی بدل گئی۔اگلے ہی کنونشن میں آپ سے بیعت ہو گیا۔آپ نے جینا سکھایا ،اسلام کیا ہے،فقر محمدی ﷺ کیا ہے،ذکر کیسے کرنا ہے اور روحانیت کسے کہتے ہیں یہ آپ سے ہی پتہ چلا۔آپ نے بے پناہ محبت دی۔بہت سی باتیں اور یادیں ہیں مختصراً چند یادیں شیئر کر رہا ہوں۔

میں تجھ کو پلائوں تو مجھ کو پلا دے اے ساقی

باباجی ہر سال سالانہ دورے پر ملتان تشریف لاتے تھے۔میری ڈیوٹی آپ کے ساتھ ہوتی تھی۔ایک دفعہ قاسم توحیدی صاحب کے گھر آپ کا رات کا کھانا تھا۔طعام سے فارغ ہو کر آپ وعظ و نصیحت کر رہے تھے۔اتنے میں کولڈ ڈرنک پیش کیا گیا۔آپ میرے سامنے تشریف فرما تھے اور آدھا گلاس پی چکے تھے میں نے دل میں یہ شعر کہا۔

میں تجھ کو پلا دوں تو مجھ کو پلا دے اے ساقی!

آپ نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور اپنا گلاس مجھے دے دیا اور خود میرا گلاس لے لیا۔پھر فرمانے لگے کہ فیصل خان میرا پائلٹ ہے۔پہلے جنت میں یہ جائے گا پھر میں جاؤں گا۔انشاءاللہ یہ ہر جگہ میرے ساتھ ہو گا۔آپ کی یہ بات میرے لئے سرمایہ حیات ہے۔

محبت اور مراتب

2010ء میں باباجی ملتان تشریف لائے ہوئے تھے میں آپ کو اور طالب صاحب کو امین شاہ صاحب کے گھر چھوڑنے جا رہا تھا۔میں نے باباجی سے پوچھا کہ آپ سے کتنے ہی سینئر بھائی حلقہ میں اور قبلہ انصاری صاحبؒ کے مرید ہیں مگر آپ کو یہ بلند مرتبہ کیسے ملا۔آپ مسکرا دیئے اور فرمانے لگے کہ شاید محبت کی ہی بات ہو سکتی ہے اللہ سے اس کے حبیب ﷺ سے مرشد سے اور تمام مخلوق خدا سے۔پھر فرمایا کہ حضور ﷺ ایک دفعہ ایک صحابیؓ کے گھر تشریف لے گئے

آپ ﷺ نے دیکھا کہ گھر میں کچھ فرش پر ایک جگہ نماز پڑھنے سے گڑھے پڑے ہوئے ہیں ۔ آپ ﷺ بہت خوش ہوئے ۔اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ کو آپ ﷺ کے اس صحابیؓ کی ایک نماز بھی قبول نہیں ۔آپ ﷺ متفکر ہو گئے ۔اسی اثنا میں وہ صحابی بھی تشریف لے آئے ۔آپ ﷺ کو متفکر دیکھ کر آپ ﷺ نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے بتایا کہ اللہ کو تمہاری ایک نماز بھی قبول نہیں ۔صحابیؓ کہنے لگے کہ حضور ﷺ میں فقط آپ ﷺ کی محبت میں نماز پڑھتا ہوں کہ میرے محبوب ﷺ کا حکم ہے ۔جبرائیل دوبارہ آئے اور فرمایا کہ حضور ﷺ اللہ کو آپ ﷺ کے اس صحابیؓ کی تمام نمازیں قبول ہیں ۔

پھر باباجی نے فرمایا کہ محبت ہی عمل کی اساس ہے ۔اس سے ہی اخلاص پیدا ہوتا ہے ۔آپ یہ شعر اکثر پڑھتے تھے ۔

فطرتِ مسلم سراپا شفقت است
خلق را دست و زبانش رحمت است

"مسلمان کی فطرت سراپا شفقت ہے اور اس کی زبان اور ہاتھ خلق کے لئے رحمت کا باعث ہے"

تیرے وعدے پر یقین ہے

باباجی فتح پور اور چوک اعظم آئے ہوئے تھے ۔میں باباجی اور محمد یعقوب صاحب کو چوہدری مبارک صاحب کے گھر چھوڑ آیا ۔آپ نے وہاں دو روز قیام کیا ۔پھر ہم آپ کو واپس ملتان لانے کے لئے گئے ۔راستے میں باباجی سے آپ کا موڈ دیکھ کر کوئی ہلکا پھلکا سوال کر لیتے تو گویا معرفت کا دریا جاری ہو جاتا ۔راستے میں راشد خان صاحب کی فلور مل پر آپ کا دوپہر کا کھانا تھا ۔راستہ تھوڑا طویل تھا اور میرے بتائے ہوئے ٹائم سے تھوڑا زیادہ وقت لگ گیا ۔آپ نے کہا کہ بڑے باباجیؒ کو یہ شعر بڑا پسند تھا ۔

تیرے وعدے پر یقین ہے لیکن ہمیں پتہ ہے کہ تو دے رہا ہے جھانسے

درِ کعبہ تک تو پہنچے درِ میکدہ نہ پہنچے صدا یہ دی کسی نے کہ وہ دور ہے یہاں سے

سیلاب

2011ء کے سیلاب نے ضلع مظفر گڑھ کو کافی متاثر کیا۔ راشد خان صاحب کی فلور مل بھی اس ضلع میں واقع ہے ان کا فون آیا کہ پانی آبادی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں نے بابا جی کو فون پر دُعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے اگر مل میں پانی آ گیا تو پھر روٹی کیسے پکے گی۔ پھر کہا کہ دعا کرتا ہوں۔ پانی نے مل کے چاروں طرف کی آبادی کو بری طرح متاثر کیا مگر اللہ کی رحمت سے پانی مل میں داخل نہ ہوا۔ آپ کی دعا مصطفائی تھی۔

روز بھی ملتے ہیں

بابا جیؒ سے پوچھا کہ قبلہ انصاری صاحبؒ آپ کو ملتے ہیں فرمانے لگے کہ روز بھی ملتے ہیں کبھی کبھی بھی ملتے ہیں۔ روز ملنے سے مراد ہے کہ اپنے آپ کو مرشد کے رنگ میں رنگ لو۔ انسان کی ذات میں مرشد کا عکس نظر آئے اور آئینہ دیکھو تو رُخِ یار نظر آنے لگے۔

فنا ہو جاؤں میں تیری ذات میں اتنا

جو مجھ کو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے

نور کی لاٹ

بابا جیؒ سے محبت تو پہلے دن سے ہی ہو گئی تھی۔ مگر بیعت ہونے کے بعد اسطرح قلبی تعلق بڑھتا گیا محبت بھی بڑھتی ہی چلی گئی شروع کے دنوں میں تو دل چاہتا تھا کہ روزانہ آپ سے ملاقات ہو ایک دن پروگرام بنا کر بابا جی کو ملنے مرکز تعمیر ملت کوجرانوالہ گئے۔ بابا جی انتظار میں برآمدے میں تشریف فرما تھے۔ جیسے ہی گاڑی گیٹ سے اندر داخل ہوئی تو آپ کا مسکراتا ہوا نورانی چہرہ ہمارا منتظر نظر آیا۔ دل سے دل ملے بہت خوشی ہوئی بابا جی فرمانے لگے کتنی ایسی گاڑیاں ہونگی جن سے نور کی لاٹ نکل کر اللہ کے عرش سے ٹکرا رہی ہونگی۔ اگر کوئی فقیر آدمی آپ لوگوں سے

-

ملے تو بہت خوشی ہوا تنی عمر میں حضورﷺ سے بھی تعلق ہے اور اللہ کی معرفت بھی کچھ نہ کچھ حاصل ہے

فقیری کا سلیبس

بابا جیؒ فرماتے کہ گالیاں سن کر دعائیں دو چاہے یہ کام 20 سال میں کرلو یا 20 دن میں یہی فقیری کا سلیبس ہے۔ یہ کرنا پڑے گا۔ حضورﷺ نے یہی کیا۔ اسی لئے آپ سب کو غصہ اور نفرت کی نفی کرائی جاتی ہے۔ قبلہ انصاری صاحبؒ فرماتے تھے کہ بہت بڑے بڑے بزرگ جن کے دنیا میں مزارات ہیں اور ان کا عرس منایا جاتا ہے ان کو اعراف میں غصہ اور نفرت کی نفی کی مشق کرائی جارہی ہے۔ اس کے بعد جنت میں داخلہ ملے گا۔ تو بہتر ہے دنیا میں ہی ٹھیک ہو جاؤ۔

چڑیا اور شہباز

ایک دن آپؒ کو فون کیا تو فرمانے لگے شکاری جب جال لگاتا ہے تو اس میں کچھ چڑیاں آجاتی ہیں ایک دو فاختہ آجاتی ہیں اور ایک آدھا شہباز بھی آجاتا ہے۔ سب مرید ایک طرح کے نہیں ہوتے۔ مگر مرشد سب کو سینے سے لگائے رکھتا ہے۔ بقول میاں محمد بخشؒ

اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے تے دیوے دیس نکالا
لاکھ گناہ میرا مرشد ویکھے سینے لاون والا

طلبِ صادق بہت کم لوگوں کی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ سلسلے میں آکر خادم حلقہ اور مجاز بننے کے چکروں میں پڑ جاتے ہیں مگر اصل دولت و مقصد تو صرف اللہ کی معرفت اور دیدار ہے۔ آپ ہی کا شعر ہے کہ

دلِ بیتاب بھلا بہلے گا اس بزم میں کیوں کر
یہاں تو تیری مثل بھی کوئی شے نہیں ہے

ایک دفعہ بتانے لگے کہ تقریباً 12 ملکوں کا Visit کیا۔ چند سال لیبیا میں ڈیپوٹیشن پر بھی رہے۔ بتایا کہ لیبیا سے واپسی کے وقت حکام نے ایک ماہ کی تنخواہ غلطی سے مجھے اضافی دے دی۔

جب میں نے پیسے گنے تو زیادہ تھے۔ اسی وقت گیا اور ان کو اضافی رقم واپس کر دی۔ کہنے لگے کہ یہ کوئی بتانے والی یا قابل ذکر بات نہیں مگر دراصل اللہ کی طلب صادق ہی سب کچھ ہے۔ اللہ بھی بندے سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے جیسا بندہ اللہ سے۔ اگر آپ لوگ اللہ کو نمبر 1 پر رکھیں گے تو وہ بھی آپ کو نمبر 1 پر ہی رکھے گا انشاء اللہ۔ ایک بزرگ کہتے تھے کہ مجھے پتہ چل جاتا ہے جب اللہ مجھ کو یاد کرتا ہے لوگ حیران ہوئے اور پوچھا کیسے تو کہنے لگے جب میں اسکو یاد کرتا ہوں اس وقت اللہ مجھے یاد کرتا ہے۔

فکر اور فقر

فرماتے کہ فکر اور فقر کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اگر دل میں غم و فکر ہو اور محبوب کے شکوے ہوں تو پھر کیا فقر۔ فقیری تو یہ ہے کہ اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر کے سراپا عمل کئے جاؤ اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دو۔ آپ عمل کے قائل تھے۔ فرماتے تھے کہ

ہمت اسم اعظم است (یعنی ہمت ہی اسم اعظم ہے)

آپؒ کی والدہ کے انتقال کے موقع پر افسوس کے لئے گئے۔ راستے میں چنیوٹ شہر سے مولوی کی مشہور دوکان سے پتیسا لیا۔ میں نے ایک ڈبہ بابا جی کے لئے بھی لے لیا مگر بابا جی کو نہ دیا کہ افسوس کا موقع ہے رات کے کھانے سے فارغ ہو کر بابا جیؒ نے کہا کہ کچھ میٹھا کھانے کو دل کر رہا ہے۔ میں نے عرض کی بابا جی پتیسا گاڑی میں پڑا ہے۔ فرمانے لگے لے آؤ یار! کوئی بات نہیں اور فرمایا کہ بڑے بابا جی کہتے تھے کہ موت تو ایسے ہے جیسے ایک قمیض اتار کر دوسری پہن لینا۔

اسی طرح بابا جی کے بڑے داماد جناب بٹ صاحب کا انتقال ہوا تو اس وقت بھی آپؒ بڑے حوصلے میں تھے۔ آپؒ فرماتے تھے کہ ہر وقت خوش رہنا چاہیے۔

عورت اور چڑیل

آپؒ کو ملنے کوٹرا نوالہ گیا ہوا تھا۔ آپؒ بتانے لگے کہ ایک عورت مرکز پر آتی ہے۔ کہتی ہے کہ اس کے ساتھ ہر وقت چڑیل رہتی ہے مگر جب میں مرکز پر آتی ہوں تو گیٹ سے

باہر رُک جاتی ہے اندر نہیں آتی ۔ میں نے کہا کہ بابا! اب اگر وہ عورت آئے تو اس چڑیل کو ٹھکانے لگا دیں تو کہنے لگے کہ اب آئی تو ٹھکانے لگا دیں گے ۔ آپ کی سفارش آ گئی ہے ۔ اسی طرح بتایا کہ آپ کے جاننے والوں میں ایک لڑکی پر سایہ تھا ۔ آپ نے اسے پانی دم کر کے دے دیا تو وہ جنات ظاہر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے اس لڑکی کو نہیں چھوڑنا تھا مگر جس گھرانے سے آپ نے پانی دم کرایا ہے ہمیں اس کی بڑی لاج ہے اور وہاں سے چلے گئے ۔

سیب پر دم

ٹیپو صاحب Hoert کمپنی کے مالک بابا جی کو ملنے آئے ہوئے تھے ۔ جب وہ چلے گئے تو آپ بتانے لگے کہ ٹیپو کو 12 سال بعد اللہ تعالیٰ نے اولاد دی ہے ۔ انہوں نے انگلینڈ سے Test Tube کی کوشش بھی کی لیکن اولاد نہیں ہوئی ۔ اک روز میرے پاس شیخ اسلم صاحب کے توسط سے آئے اور دعا کیلئے درخواست کی اسی رات میں تہجد کے لئے اٹھا ۔ سامنے میز پر سیب پڑے ہوئے تھے ٹیپو کا خیال آیا اور ایک سیب پر دم کر دیا ۔ صبح ان کو کہا کہ یہ سیب اپنی بیوی کو کھلا دیں اللہ تعالیٰ نے 12 سال بعد ان کو صاحب اولاد کر دیا ۔

آپ کی بہت سی باتیں اور کرامات ہیں آپ کرامات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے ۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ حضور ﷺ سے معجزات بھی کفار ہی طلب کرتے تھے ۔ آپ ﷺ سے صحابہؓ تو معجزہ دکھانے کا نہیں کہتے تھے ۔ بابا جی سے میری آخری ملاقات 19 مئی 2013ء کو ہوئی ۔ میں اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ بابا جی اور اماں جی کو ملنے مرکز تعمیر ملت کوجرانوالہ گیا ۔ آپؒ نے پر تکلف کھانے کا اہتمام کیا ہوا تھا ۔ اکٹھے سب نے کھانا کھایا ۔ بابا جی کی بڑی صاحبزادی شگفتہ کوثر بھی آئی ہوئی تھیں ۔ بابا جی سے بہت ساری باتیں ہوئیں ۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ کی بیگم سے آپ کی CID لے کر آتا ہوں بڑے بابا جی بھی ہماری CID ایسے ہی لیتے تھے ۔ کہنے لگے کہ سلسلہ کا تعارف کے بارے میں ایک کتابچہ چھپوانے کا پروگرام ہے ۔ تم یہ کتابچہ لکھو ۔ میں نے عرض کی بابا جی آپ خود لکھیں تو بہتر ہوگا ۔ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ بڑے بابا جی کہتے تھے کہ

<u>میں کیا کیا کروں تمہارے کاموں کا خیال رکھوں، تمہارے دلوں کا خیال رکھوں، یا تم لوگوں کو شراب طہورا پلاؤں۔</u>

جون میں بابا جیؒ کی طبیعت خراب ہوگئی۔ آپ کو گردوں کا عارضہ لاحق ہوگیا۔ علاج کے لئے چھوٹے بیٹے بریگیڈیئر حامد محمود ڈار صاحب کے پاس راولپنڈی تشریف لے گئے۔ چند دنوں کے بعد واپس آ گئے۔ اس دوران فون پر رابطہ رہا۔ وصال سے 5 دن پہلے بابا جی کا فون آیا آپ نے کافی دیر تک بات کی۔ بتاتے رہے کہ ڈاکٹر نے گوشت وغیرہ بند کر دیا ہے۔ آم آپ کو بہت پسند تھے۔ کہتے تھے کہ آم ہوں تو عام ہوں۔ پوچھا کہ آم کب آئیں گے۔ میں نے کہا کہ ہفتہ دس دن دیر ہے۔ خاموش ہوگئے اور پھر فرمایا کہ ڈاکٹر نے تو ہمارے آم بھی بند کر دیئے ہیں۔ سب گھر والوں کی خیریت دریافت کی اور حلقے والوں کا حال پوچھا۔

ہمارے گھر کے تمام افراد الحمد اللہ آپ سے بیعت تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ میری فیملی ہے۔ بتانے لگے کہ سب لوگ قرب وجوار سے عیادت کیلئے آ رہے ہیں۔ اس طرح یہ بابا جی سے آخری بات ثابت ہوئی۔ آپ نے اماں جی نے اور بابا جی کی بیٹیوں نے سلسلے کی بہت خدمت کی۔ جس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بابا جی کے نقش قدم پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے اہل خانہ اور برادران حلقہ کو صبر اور دارین میں فلاح عطا فرمائے۔ اور ہمارا سلسلہ جناب محمد یعقوب توحیدی صاحب کی سربراہی میں مزید وسعت اور ترقی پائے آمین۔ بابا جی محمد صدیق ڈار صاحب کی ڈائری میں سے ہی ایک شعر آپ کے نام

جدا ہو کے بھی وہ اک پل کبھی جدا نہ ہوا
یہ اور بات کہ دیکھے اسے زمانہ ہوا

مرکزی ماھانہ مجلس

(حافظ محمد یٰسین ۔نوکھر)

18 اگست 2013 کو مرکز تعمیر ملت پر ماہانہ مجلس ذکر و فکر منعقد ہوئی ۔ بابا جان محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی رحلت کے بعد یہ پہلی ماہانہ مجلس تھی جو نامزد کردہ شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ جناب محمد یعقوب صاحب کی زیر نگرانی منعقد ہوئی ۔موسم کی خرابی کے باوجود بھائیوں کی آمد صبح سے ہی شروع ہو گئی تھی اور دور و نزدیک کے بہت سے حلقہ جات کے بھائیوں نے اس میں شرکت کی سعادت حاصل کی ۔

مرکز تعمیر ملت پر آنے والے سب پیر بھائیوں نے پہلے اپنے محبوب روحانی رہنما قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے مزار انور پر فاتحہ خوانی کی ۔ماہانہ مجلس کا آغاز قبلہ ڈار صاحب کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرنے کے لئے اجتماعی قرآن خوانی سے ہوا ،قرآن خوانی کے بعد تلاوت قرآن پاک کے لئے عزیز عارف صاحب کو دعوت دی گئی جبکہ بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت ماجد محمود توحیدی صاحب نے پیش کیا۔اجتماعی ذکر کے بعد حافظ محمد یٰسین نے ختم پاک پڑھا اور موجودہ شیخ جناب محمد یعقوب صاحب نے دعا فرمائی جس میں انہوں نے قبلہ ڈار صاحب کی بلندی درجات اور پاکستان کی ترقی و استحکام کے لئے خصوصی دعا فرمائی ۔

اظہار خیال کی نشست میں شیخ سلسلہ نے فرمایا کہ یہ ٹوپی اور رومال جو میرے پاس موجود ہے ۔اماں جی نے مجھے آج صبح ہی دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یعقوب صاحب یہ آپ کی امانت ہے جو ہم نے پچھلے کئی سالوں سے سنبھال کر رکھی ہے ۔یہ رومال اور ٹوپی بانی سلسلہ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی نشانی ہے ۔ جناب محمد یعقوب صاحب نے اس ٹوپی اور رومال کے بارے میں مزید انکشاف فرمایا کہ ایک دفعہ میں دفتر سے سیدھا قبلہ انصاری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ میں ننگے سر تھا اور نماز کا وقت تھا لہذا میں نے نماز ادا کرنے کی غرض سے وہ ٹوپی اور رومال ابھی پکڑی ہی تھی کہ قبلہ انصاری صاحب نے فوراً ٹوپی مجھ سے چھین لی اور فرمایا کہ ابھی

اس کا وقت نہیں آیا ہے۔ شیخ سلسلہ نے اپنے اظہار خیال میں قبلہ ڈار صاحب کی سلسلہ کے لئے خدمات اوران کی پیر بھائیوں کے لئے محبت کو بھر پور انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔

عبدالرشید ساہی صاحب نے بابا جان قبلہ ڈار صاحب اور اپنے درمیان ہونے والے بے شمار واقعات کا ذکر فرمایا انہوں نے کہا کہ بابا جان ایک ولی کامل اور دوراندیش ہستی تھے۔ ان کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتوں کو ہم نے بارہا اپنے سامنے پورا ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ جو بات بھی فرمادیتے وہ اللہ کے فضل وکرم سے پوری ہوکر رہتی تھی۔ ماہانہ مجلس میں قبلہ ڈار صاحب کے دونوں بیٹوں خالد محمود ڈار، حامد محمود ڈار اور دیگر اہل خانہ نے خصوصی طور پر شرکت کی جو نا صرف شروع سے آخر تک موجود رہے بلکہ آنے والے بھائیوں کی خدمت بھی کرتے رہے۔ خالد محمود ڈار صاحب نے قبلہ ڈار صاحب سے جڑے کئی واقعات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ابا جان تعلیم پر بہت زور دیتے تھے اور فنی تعلیم کی طرف خصوصاً جھکاؤ اور رجحان رکھتے تھے بابا جان فرمایا کرتے تھے کہ ہر کوئی میڈیکل کی طرف بھاگ رہا ہے۔ حالانکہ انجینئرنگ کی تعلیم کی ملک کو بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر ملک صنعتی طور پر ترقی نہیں کرسکتا ہے؟ خود بابا جان کے پوتے عبدالصبور ڈار نے میٹرک کے سالانہ امتحان 2013ء میں 1008 نمبر حاصل کر کے نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے اور گوجرانوالہ بورڈ میں ٹاپ ٹین میں شامل ہیں۔

مجلس میں موجود دوسرے کئی بھائیوں نے بھی اظہار خیال فرمایا جن میں ناروال کے بھائی رانا صفدر صاحب نے بابا جان کے کئی واقعات بیان فرمائے اور بابا جان کی محبت وشفقت کو مثالی قرار دیا۔

عبدالرشید ساہی صاحب نے مرکز تعمیر ملت کی چھت کے واقع کو خاص طور پر بیان کیا کہ چھت ڈالنے کے دن موسم بہت زیادہ خراب تھا۔ موسلا دھار بارش برس رہی تھی بابا جان نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا فرمائی اے رحیم وکریم مالک! ہم تیرے عاجز بندے تیری مدد کے طلب گار ہیں ہم اس مرکز کو تیری رضا کے لئے تعمیر کر رہے ہیں تو اس کو قبول فرما اور

ہماری مدد فرما۔دُعا کے بعد باباجان نے فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر چھت کا کام شروع کیا جائے۔انشاء اللہ یہاں بارش نہیں ہوگی۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اردگرد موسلا دھار بارش کے باوجود مرکز تعمیر ملت پر بارش کا نام ونشان بھی نہ تھا یہاں تک کہ یہ کام اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ساہی صاحب نے شیخ محمد اسلم صاحب کا نام لیکر کہا کہ شیخ صاحب کیا ایسا ہی ہوا تھا؟اور شیخ محمد اسلم صاحب نے اس واقع کی تصدیق کی۔

اظہار خیال کی نشست کے بعد کھانا پیش کیا گیا بعد ازاں نماز ظہر باجماعت ادا کی گئی۔اس کے بعد اماں جی نے وہاں موجود تمام خادمان حلقہ کو باباجان کا ایک ایک سوٹ بطور تبرک عطا فرمایا اور کہا کہ باباجان کی خواہش کے مطابق ہی تمام خادمان حلقہ کو یہ سوٹ بطور تبرک دیا جارہا ہے۔

آخر میں الوداعی ملاقات کا سلسلہ شروع ہوا۔شیخ سلسلہ جناب محمد یعقوب صاحب مرکز تعمیر ملت پر آنے والے بھائیوں کو ڈھیر ساری دعاؤں سے الوداع فرمارہے تھے یوں یہ ماہانہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔آخر میں ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اپنی محبت اور لقاء نصیب فرمائے۔اور ہمیں سلسلہ کی تعلیم پر خود عمل کرتے ہوئے دوسرے لوگوں تک یہ تعلیم پہنچانے کی توفیق اور ہمت عطاء فرمائے۔آمین

پیا سے جو بچھڑے ہیں اُن کے دُکھڑے کیسے جانو گے
جب اپنے نیناں برسیں گے تب جانو گے پھر مانو گے
جن آنکھوں میں راتیں کٹتی ہیں جو پیا کی راہیں تکتی ہیں
اُن آنکھوں میں کھو جاؤ گے تو اپنا آپ پہچانو گے

(قبلہ محمد صدیق ڈارؒ)

یادیں با با جیؒ کی آنسوں ہمارے

(پروفیسر غلام شبیر شاہد۔ چوک اعظم)

ہر دور میں عظیم ہستیاں آتی ہیں اور اپنے مشن کی تکمیل کر کے چلی جاتی ہیں ان کی صحبت سے فیض یاب ہونے والے ان سنہری دنوں کی یادوں کو دل سے لگا کے آنسوؤں کے ہار پروتے رہ جاتے ہیں۔ اگر بات عام شخص کی ہو تو نہ آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا لیکن جب ایسی ہستیاں آتی ہیں بلکہ آتی نہیں بھیجی جاتی ہیں تو اس دور کے لوگوں کے لئے نعمت و رحمت سے کم نہیں ہوتیں پتہ نہیں کتنے بجھے ہوئے اور بجھتے ہوئے چراغوں کو روشن کرنے کا باعث بنتی ہیں بھٹکتی ہوئی اور گم کردہ راہ روحوں کی حیات جاوداں کے لئے مسیحا ثابت ہوتی ہیں۔ بہت سے مرجھائے ہوئے گلابوں کی آبیاری کر کے انہیں تر و تازہ کرتے ہیں مایوس و بے مقصد زندگی گزارنے والوں کے لئے مقصد حیات کے راز سے پردہ اٹھاتے ہیں اور انہیں نئی زندگی گزارنے کا گر بتاتے ہیں۔ ایسی ہستیاں قطرے کو سمندر بنانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ ایسے گہر و لعل چھپے ہوتے ہیں جوہری ہی ان کی قدر جانتا ہے۔ باباجی اس جہان سے کوچ فرما گئے ہیں لیکن ہمارے دل کی دھڑکنوں میں آج بھی بستے ہیں۔ آپ کی ہر بات ہر ادا، ہر نصیحت خطوط کی شکل میں وہ حروف ہمارے ویران اور بنجر دماغ کے کونوں میں ہیروں اور موتیوں کی طرح محفوظ ہیں۔ قدر نعمت بعد زوال کے مصداق باباجی کے جانے کے بعد احساس محرومی نے جنم لیا۔ علم کا سمندر، روحانیت کے قلزم ،اخلاق کے بحر بیکراں، محبت کے پیکر ہمیں چھوڑ ضرور گئے ہیں لیکن ہمارے دلوں میں صدا رہیں گے۔ آپ کی شخصیت ہمہ پہلو خوبیوں کی حامل تھی ہمارے لئے مسیحا اور روح کی آبیاری کے لئے آپ کی گفتگو یوں رس گھولتی تھی کہ ہم خود کو بھول جاتے اور یوں محو ہو جاتے۔

ایک دن باباجی کے سامنے اپنی کم مائیگی کم ہمتی اور روحانی غربت کا اظہار کیا کہ اپنے طور پر ذکر اذکار کے باوجود دل کی کلی نہیں کھل رہی باباجی کچھ نظر کرم فرمائیں اور کچھ عطا کریں

باباجی نے فوری طور فرمایا "جا تجھے میں نے ایجنسی دے دی" یہ سن کر میں باغ باغ ہوگیا لیکن اپنے آپ کو خالی محسوس کر رہا تھا انسان جلد باز ہے سوچا باباجی نے ظاہری طور پر کچھ نہیں دیا لیکن اس کا کیا مطلب ہوگا لیکن آج آپ کے جانے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ فقیر کبھی بھی خالی باتیں نہیں کرتے ضرور ان کے اندر تاثیر ہوتی ہے اور ان میں فیض ہوتا ہے اسی طرح وہ واقعہ بھی میں ہرگز نہیں بھولتا جب میں ایک یا دو اجتماع میں متواتر غیر حاضر تھا باباجی نے بھائیوں کے پہنچنے پر فوراً پوچھا پروفیسر صاحب کہاں ہیں بھائیوں نے کہا کہ وہ نہیں آسکے فرمایا ''پروفیسر صاحب بس اب گئے''۔ جس کا مفہوم اسطرح تھا کہ پروفیسر صاحب کا کوئی حال نہیں میرے بھائیوں نے جب یہ الفاظ مجھ تک پہنچائے تو میں باباجی کی زبان کے اتنے الفاظ برداشت نہ کر سکا۔ میری اندرونی کیفیت اس طرح ہوگئی کہ میں نے رونا شروع کردیا اور میرے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے ۔ میں نے باباجی کو فون کیا پہلے گھبرائی ہوئی آواز میں باباجی سے بات کی ۔باباجی نے مجھے تسلی ان الفاظ سے دی کہ بیٹا آپ نہ گھبرائیں ہم آپ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے ہم آپ کو اپنے ساتھ لے جائیں گے ۔ جہاں ہم ہونگے وہاں آپ ہونگے ۔ بابا کے وصال سے قبل دل میں اتنی اداسی چھائی ہوئی تھی ۔

آپ کے پرمزاح لطیفے جو آج بھی اسی طرح تروتازہ ہیں گدگدی کا احساس دلاتے ہیں ایک دن آپؒ نے ناشتے کے دوران بھائیوں کے درمیان شگفتہ مزاح کے انداز میں پروفیسر صاحبان کی غیر حاضر دماغی پہ لطیفہ سنایا اور میری طرف رُخ کرکے فرمایا ''معذرت کے ساتھ'' آپ یوں گویا ہوئے کہ ایک پروفیسر صاحب سیر کے بعد گھر آئے کافی تھکے ہوئے تھے کہ ''کھنڈی'' ہاتھ میں لئے بیڈروم میں لیٹنے کیلئے آئے تو ''کھنڈی'' بیڈ پر رکھ دی اور خود دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے اور یوں ساری رات بتا دی اس طرح کی پیاری باتیں ناشتہ کے دوران یا بعد میں شگفتگی پیدا کرنے کے لئے سنایا کرتے تھے ۔

-*-

بابا جی کی زندگی کا آخری اجتماع کے موقع پر میں نے منظوم پیرائے میں محبت میں سرشار ہوکر جو الفاظ لکھے اور بابا جی کے حضور پیش کئے تھے ان کا تذکرہ نہ کروں تو میں اپنے آپ کو نامکمل سمجھوں گا۔ بابا جی کے حضور ہدیہ پیش کیا اور آنکھیں نمناک اور دل کی دھڑکنیں تیز تھیں۔ اور بابا جی کو "چاند" کہہ کر پکارا

بن کے چکور میں چاند کو مناؤں کیسے
سلسلے محبت کے اب بڑھاؤں کیسے

پھول کلیاں جن کا مسکن ہوں
اسے مشک و گلاب میں بساؤں کیسے

ناز کی کانچ سے بڑھ کے اس کی
کانچ کے کنگن اسے پہناؤں کیسے

خودی میں ڈوب کر بیتا دی میں نے
عہد و پیاں کی یاد اسے دلاؤں کیسے

میں آنکھ اس کی، ہے وہ میری آنکھیں
اس سراپا آنکھ کو آنکھ میں ٹھہراؤں کیسے

دل لگی دل کو لگی ایسی مہر میں
اس لگی آگ کو بجھاؤں کیسے

کڑی دھوپ میں وہ سایہ ملا مجھ کو
اس کھلے گلاب کی خوشبو کو پھیلاؤں کیسے

سنہری یادیں

(عارف عزیز)

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔بعض اوقات وہ کسی بندے کو ایسی نعمت عظمیٰ عطا کرتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتی۔راقم الحروف نے ستمبر 1971ء میں پاک فضائیہ میں شمولیت اختیار کی ٹیکنیکل ٹریڈ ٹریننگ کے لئے اپریل 1972ء میں سکول آف الیکٹرونکس کورنگی کریک کراچی بھیجا گیا۔زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف ہوا۔ایک دو حلقہ ہائے ذکر ہی میں جانے کی سعادت حاصل ہوئی تھی کہ تعارف کنندہ جناب عبدالمجید صاحب نے بتایا کہ سرگودھا سے قبلہ خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحبؒ کے مجاز اور حلقے کی ایک اعلیٰ پائے کی شخصیت جناب محمد صدیق ڈار صاحب کی بطور انسٹرکٹر ملحقہ سکول آف ایرونانکس میں پوسٹنگ ہوچکی ہے اور موصوف ایک دو دن میں یہاں تشریف لے آئیں گے۔

مجھے تو "مجاز" وغیرہ کا علم نہیں تھا البتہ ذہن میں آیا کہ ایک "حقیقت" ہوتی ہے اور ایک "مجاز" تو گویا قبلہ انصاری صاحبؒ کے کوئی نائب یا خلیفہ ہوں گے۔موصوف تشریف لائے اور ان کے آنے کے بعد جو ہفتہ وار حلقہ ذکر ہوا میں اپنی ڈیوٹی کے باعث اس میں شریک نہ ہوا۔میرے ساتھ کے جو طالبین حلقہ ذکر میں گئے دوسرے دن انہوں نے بتایا کہ جو صاحب نئے تشریف لائے ہیں ان سے گلے مل کر ایسا سرور آیا کہ ملو گے تو محسوس کرلو گے۔اگلے حلقہ میں قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔اس زمانے میں قبلہ انصاری صاحبؒ کے فرمان کے مطابق برادران حلقہ،حلقہ ذکر سے فارغ ہوکر جب رخصت ہونے لگتے تھے تو ایک دوسرے سے گلے ملتے تھے۔بائیں جانب دل سے دل ملاتے تھے اور پرانے بھائی نئے بھائیوں کو توجہ بھی دیتے تھے چنانچہ جب میری باری آئی تو آنجنابؒ سے مل کر بہت "سواد" آیا۔ذکر کے بعد جن بھائیوں کے پاس وقت ہوتا وہ بیٹھ جاتے اور قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ تعلیمات سلسلہ

کے حوالے سے ایسا پر کیف لیکچر دیتے کہ انسان مبہوت ہو کے رہ جاتا۔ بس کیا تھا ہمارا تو ان محافل سے اٹھنے کو جی نہیں کیا کرتا تھا۔ سب سے شفقت فرماتے مگر راقم کے ساتھ کچھ زیادہ ہی مہربانی فرماتے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے شجرہ شریف یاد ہو گیا تو لوکل حلقہ ذکر اور ازاں بعد کراچی کے مرکزی ہفتہ وار حلقہ ذکر مجھ سے کراتے تاکہ عملی تربیت اور ٹریننگ ہو جائے۔ کراچی میں اس وقت پانچ جگہ لوکل حلقے تھے اور مہینے میں ایک مرتبہ تمام برادران حلقہ ایک مرکزی حلقہ ذکر منعقد کرتے تھے جو قبلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے داماد جناب خواجہ فخر الدین کے گھر ہوا کرتا تھا۔ بہت بڑی تعداد میں بھائی شامل ہوتے تھے۔ بعد میں یہ مرکزی حلقہ جناب تجمل حسینؒ کے گھر ماڈل کالونی میں شفٹ ہو گیا تھا۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کا ذکر کرانے کا ایک منفرد سٹائل تھا بعد میں معلوم ہوا کہ یہی وہ انداز تھا جو قبلہ انصاری صاحبؒ کا تھا اور حلقہ ذکر کا ایک "سٹینڈرڈ" انداز تھا۔ دعا کے الفاظ مخصوص تھے اور جب دعائے خیر ہوتی قبلہ ڈار صاحب دعا فرماتے تو ایک سماں بندھ جایا کرتا تھا۔ جب کتابیں تفصیل سے پڑھیں اور قبلہ حضور جناب خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحبؒ سے شرف باریابی نصیب ہوا تو پتہ چلا کہ قبلہ ڈار صاحب کے بیان اور کلام میں تعلیمات سے اس قدر ہم آہنگی ہے جو صرف انہی کا خاصا تھا۔ جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہو کر آپ سب بھائیوں کے ساتھ مسجد کے گرین لان، برگد کے درخت کے نیچے حلقے کی شکل میں تشریف فرما ہوتے اور کچھ دیر گپ شپ کے بعد محفل برخاست ہو جاتی وہ بھی فیض روحانی کی تقسیم کا ہی سلسلہ تھا۔ رات کے کھانے کے بعد تقریباً روزانہ ہی ماسوائے حلقہ ذکر والے دن کے محفل جمتی۔ سینئر بھائی اپنی کیفیات و واردات روحانی سے متعلق سوالات پوچھتے اور ہم صرف ہمہ تن گوش رہتے۔ بارہا ایسا ہوتا کہ بیٹھے بیٹھے رات کا آخری پہر آ جاتا۔ محفل برخاست کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہم حیران تھے کہ آپ کے گھر کا نظام کیوں کر چلتا ہے اور سوتے کس وقت ہیں۔ کورنگی کریک میں نماز مسجد میں ادا فرماتے البتہ حلقہ ذکر والے دن گھر ہی میں جماعت ہو جاتی۔

1972ء کے کنونشن منعقدہ ملتان میں قبلہ انصاری صاحبؒ نے برادرانِ سلسلہ کو

سالانہ خطبہ میں دیہات و امصار میں پھیل کر توجہ اور پریم کے ساتھ ساتھ زبان و بیان سے بھی سلسلہ کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے تبلیغ کی اجازت مرحمت فرمائی اور جو پہلا بیج قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ نے نوجوانوں کا تیار کر کے 1973ء کے سالانہ کنونشن منعقدہ ملتان میں بیعت کے لئے پیش کیا جن میں غلام رسول شاہد اور راقم الحروف بھی شامل تھے قبلہ انصاری صاحبؒ بہت خوش ہوئے اور ہماری خوشی تو بیان سے باہر تھی کہ ہمیں تصوف کے اس عظیم سلسلے میں بیعت ہونے کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ جو ایک "جدید "منفرد اور رویت باری تعالی سے ہمکنار کر دینے والا لاثانی سلسلہ تھا ہے اور رہے گا۔

نہایت مختصر اور اوراد و اذکار، خالص توحید کی تعلیم، روایتی پیر پرستی سے اجتناب اور "دل بیار و دست بکار" جن لوگوں نے تعلیم پر کما حقہٗ عمل کیا وہ چند ماہ کے قلیل عرصہ میں ہی منزل مقصود سے ہمکنار ہوئے جو دوسرے سلاسل میں برسوں کی محنت شاقہ سے بھی خال خال ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ فرماتے تھے کہ جب تعارف ہوا اور تعلیم پر عمل شروع کیا تو پیچھے مڑ کے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ سال بھر کے قلیل عرصہ میں بھرپور جوانی یعنی تقریباً 25 سال کی عمر میں آپ قبلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے مجاز روحانی منتخب ہو چکے تھے "ایں سعادت بزور بازو نیست . تانہ بخشند خدائے بخشندہ "سلسلے کی تعلیم ہو، کہ فرائض منصبی کہ عام دنیاوی معاملات آپ اپنی مثال آپ تھے۔

راقم الحروف سے بلکہ سب ہی سے پیار فرماتے، ایسا کہ عین قبلہ انصاریؒ کی طرح ہر کوئی یہی سمجھتا کہ اسی سے زیادہ پیار ہے اللہ کی بے پایاں عنایات اور روحانی مقام کے باوجود نہایت سادہ زندگی گزارتے کبھی اپنے لئے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے یہ ملا یا وہ ملا۔ اپنے آپ کو چھپا کے رکھا مگر عشق اور مشک کہاں چھپتے ہیں۔

آپؒ ایک بیدار اور عارف باللہ صوفی تھے جنہوں نے تا حیات مرشد کی تعلیمات کو

نہایت جانفشانی اور اولوالعزمی سے کما حقہ ملک کے کونے کونے میں پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور وصال تک اسی تگ و دو میں لگے رہے۔ قبلہ مرشد سے اپنی خاص ملاقاتوں میں راہ سلوک میں معاون تعلیمات کو بھی اذکار کا حصہ بنایا مثلاً ایک ہزار مرتبہ درود پاک روزانہ پڑھنے کا معمول۔ آپ کی کرامات اور ارشادات کے لئے ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہوں گی اور اس مختصر مضمون میں ان سب کا احاطہ ناممکن ہے۔ آپ کی ایک زندہ کرامت تو ہم جیسے نالائقوں کو توحیدی بنا دینا ہے۔

ذکر کے تسلسل کے ضمن میں کورنگی کریک میں منعقدہ ایک محفل شبینہ میں فرمایا کہ "فرض کرو تمہاری ریل گاڑی کوئٹہ کی چڑھائیاں چڑھ رہی ہے اسے دو انجن کھینچ رہے ہیں تم نے ذکر کا ناغہ کر دیا تو گاڑی ریورس ہونا شروع ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے روہڑی تک واپس آ جائے ۔اس لئے بھلے پانچ منٹ کا ذکر نفی اثبات کرو کم از کم بریک تو لگ ہی جائے گی۔ اور ریورس ایکشن سے بچ جاؤ گے"۔

ذکر میں ناغہ کبھی نہ کرو۔ پاس انفاس باقاعدگی سے کرو اور اپنے اخلاق کی اصلاح کرو۔ فرائض منصبی میں کبھی کوتاہی نہ کرو۔ اور آپ کو بقول قائداعظم "Second to None" ہونا چاہیے۔ اللہ آپ کو اپنے دائمی قرب ولقاء سے مشرف فرمائے رکھے۔ آمین۔

مزید احوال مجالس

1973ء کے سالانہ اجتماع میں جو ملتان چھاؤنی کے علاقہ میں منعقد ہوا تھا بانی سلسلہ قبلہ خواجہ عبدالحکیم انصاری صاحبؒ نے بھائیوں کو موضوعات الاٹ کئے کہ وہ ان پر تقاریر کریں۔ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کو دیا جانے والا موضوع تھا "محبت" آپؒ نے اپنی تقریر کا آغاز بعد از عربی خطبہ کے ان الفاظ سے فرمایا "جب موضوع ملا تو مصروفیات کے باعث کوئی خاص تیاری نہ کی کہ اپنے ہی بھائیوں سے بات چیت کرنا ہے جو کہ ہم عام طور سے کرتے ہی رہتے ہیں سو فی البدیہ ہی حاضر ہوں۔ پھر فرمایا۔ جب کسی عمارت کی بنیاد رکھی جاتی ہے تو اس کا ایک پلنتھ

(Plinth)بنایا جاتا ہے۔اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب دنیا کی تخلیق فرمائی تو کائنات کی عمارت کا پلنتھ محبت کو بنایا اوراسی محبت کو بنیا دبنا کر ساری کائنات معرض وجود میں لائی گئی سننے والوں پر گویا سکتہ طاری ہو گیا سب نے آپ کی تقریر کو بہت سراہا۔

☆ ایک مرتبہ چھٹی والے دن (اتوار) کو قبلہ ڈار صاحب چند دوسرے برادران کے ساتھ جن میں راقم بھی شامل تھا حلقہ تو حیدیہ پی اے ایف بیس ملیر کینٹ کے دورے پر گئے وہاں خوشاب سے تعلق رکھنے والے بھائی اعجاز صاحب کے سروس کواٹر میں بھائیوں کی محفل منعقد ہوئی قبلہ ڈار صاحبؒ کے جاننے والے ایک صاحب کو آپؒ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھی وہاں آ گئے ۔ بات چیت ہو رہی تھی تو وہ بولے میں تعلیم سے تو متفق ہوں مگر نہ جانے کیوں ذکر شروع نہیں کر پاتا ۔

قبلہ ڈار صاحبؒ نے پی اے ایف (پاک فضائیہ) کے مخصوص فوجی انداز میں برجستہ فرمایا ابتدا تو کرنا ہی ہوگی ۔ جیسے کہ پریڈ میں ہوتا ہے .Shoot out with your left foot اس کے بعد ڈھول کا ڈگا بجنا شروع ہو جاتا ہےاور بندہ کبھی Out of Step نہیں ہوتا۔

☆ شروع میں ہماری تنخواہ کچھ زیادہ نہ تھی اور حلقہ فنڈ محض تین، ساڑھے تین روپے بنتا تھا۔ اتنی قلیل سی رقم دیتے ہوئے مجھے جھجک سی محسوس ہوتی تھی چنانچہ میں نے اپنا حلقہ فنڈ اپنی طرف سے 5%ادا کرنے کا عہد کرلیا۔ایک مرتبہ میں چھٹی کے دوران قبلہ انصاری صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سالانہ حلقہ فنڈ براہ راست ادا کیا۔قبلہؒ نے پوچھا کہ تمہاری تنخواہ تو اتنی نہیں پھر یہ حلقہ فنڈ ؟ میں نے عرض کیا قبلہ یہ ایثار ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ فنڈ جمع ہوں اور ہمارے کام بہ آسانی چل سکیں اس لئے میں 5 فیصد فنڈ دیتا ہوں قبلہ صاحب بہت خوش ہوئے اور پیار سے میری پیٹھ پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسے لوگ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں اور یہ کسی جماعت کی روح ہوتے ہیں" بات قبلہ ڈار صاحبؒ کی کرنا مقصود ہے یہ تمہید ہے ۔ایک مرتبہ میری نقل مارتے ہوئے غلام رسول شاہد نے پروگرام بنایا کہ کیوں نہ حلقہ فنڈ مستقل طور پر 5% کر دیا جائے ۔اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انہوں نے پروگرام بنایا کہ حلقوں

میں چیدہ چیدہ بھائیوں کو خطوط لکھے جائیں تا کہ وہ سب کو اس کے لئے ترغیب دے کر قائل کریں ۔مجھے شاہد نے کہا کہ تمہاری بھی اچھے اچھے بھائیوں سے دعا سلام ہے سو تم بھی انہیں لکھو۔چنانچہ میں نے بھی برادران کو خطوط تحریر کئے ان میں ایک خط قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کو بھی تحریر کیا جو اس وقت لیبیا میں تھے۔آپ نے نہایت معقول جواب دیا جو سب سے زیادہ مدلل تھا۔آپ نے فرمایا قبلہ حضرت عبدالحکیم انصاریؒ نے نہایت سوچ سمجھ کے حلقہ فنڈ 2½ فیصد مقرر فرمایا تھا۔جب کسی کی آمدن بڑھے گی اور اسی نسبت سے اس کی Percentage میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا اور حلقہ فنڈ کی رقم میں خودکار طریقے سے اضافہ ہو جائے گا۔کسی بھی بھائی پر کوئی خاص بوجھ بھی نہیں پڑے گا۔پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم قبلہ باباجیؒ کے کسی حکم تعلیم یا فرمان کو تبدیل کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ہمارا کام ہے کہ تعلیمات پر من وعن عمل کیا جائے۔

قبلہ باباجان محمد صدیق ڈار صاحبؒ نے زندگی بھر تعلیم پر کما حقہ خود عمل کیا اور پہلے برادران اور ازاں بعد اپنے مریدین تک قبلہ انصاری صاحبؒ کی تعلیم کو اس کی روح کے عین مطابق پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔راقم کا آنجنابؒ سے 41 سال تک مسلسل تعلق رہا اور تا حیات مجھ جیسے نالائق سے کمال شفقت سے پیش آتے رہے اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح آپ نے تعلیمات توحیدیہ پر عمل کیا کسی اور نے نہیں کیا۔آپ نے اپنے گھرانے کے معزز ین خواتین وحضرات کی تربیت اس نہج پر فرمائی کہ آپ کے وصال کے بعد سب نے چشم خود سے دیکھا کہ کس احسن طریقے اور خوش اسلوبی سے نئے شیخ سلسلہ کو مرکز تعمیر ملت میں خوش آمدید کہا گیا اور جملہ امور اُن کے حوالے کئے گئے قبلہ حضور محمد صدیق ڈار صاحب کی بڑی بیٹی جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ اپنے والد گرامی کے بہت قریب تھیں آپ اکثر اُن سے تبادلہ خیال فرماتے ۔اُن کے بقول آپؒ نے فرمایا کہ قرآن پاک کو سمجھنے والا اور قرآن کا علم رکھنے والا اگر عمل نہیں کرے گا تو اُسے دوہرا عذاب ہوگا۔

آپ نے حلقہ فنڈ نہایت ایمانداری سے استعمال کیا اور ہر سال گوشوارہ پیش فرماتے

رہے ۔فرماتے تھے کہ فنڈ کا ایک پیسہ بھی غلط استعمال ہو گیا تو مجھ سے باز پُرس ہو گی اگر ہم نے بھی وہی کیا جو لاہور والوں نے کیا تو پھر الگ ہی کیوں ہوئے تھے وہی ساتھ رہنے میں کیا امر مانع تھا۔

آپؒ نے اپنے مزار مبارک کی جگہ کی نشاندہی کافی دن پہلے کر دی تھی اور پردہ فرمانے سے ایک دن پہلے بیٹی کے ہمراہ جا کے اُن کو بتایا کہ میری قبر اس جگہ بنانا میرا مزار میرے مرشد جناب قبلہ انصاریؒ کی مزار کی طرح سادہ بنانا اور اُسی طرز کا۔قبر کی جگہ گیٹ سے قریب ہے تا کہ فاتحہ پڑھنے اور فیض لینے والوں کو سہولت رہے اور میرے بیٹوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے بیٹے میری نماز جنازہ اور زیارت کے لئے آئیں گے تو ان کا خیال رکھنا تا کہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو آپ نے ملاحظہ کیا کہ قبلہ حضور کو اپنے مریدین (بیٹوں) کا اپنے آخری وقت تک کس قدر خیال رہا ۔ظاہر ہے جن کو بقول قبلہ انصاریؒ اپنے روح کا Essence پلا کے پالا ہو ان کا خیال بھی تو پھر اسی طرح کا ہو گا۔

1978 میں جب آپ لیبیا تشریف لے جا رہے تھے تو کراچی میں فیصل بیس پر تشریف لائے جہاں بیرون ملک ڈیپوٹیشن یا کورسز وغیرہ پر جانے والوں کی سہولت کے لئے ایک دفتر قائم ہے جو ان لوگوں کے ضروری سفری کاغذات پاسپورٹ اور ویزے وغیرہ کا انتظام کرتا ہے راقم بھی وہیں پوسٹڈ تھا اور سرکاری گھر میں رہائش پذیر تھا سب سینئر بھائیوں کی خواہش تھی کہ قبلہ محمد صدیق ڈار اُن کے گھر کو رونق بخشیں آپ نے سب کو یہ کہہ کے منع فرما دیا کہ "میں عزیز عارف کے پاس رہوں گا" میرے لئے یہ بہت بڑے اعزاز کی بات تھی رات کافی دیر گپ شپ ہوتی رہی آپ حسب معمول نماز عشاء ادا کر کے سو گئے ہم نے آپ کے وضو کے لئے لوٹے میں پانی ڈال کے رکھا۔آپ تہجد کیلئے اُٹھے ۔وضو کیا اور نماز تہجد کے بعد اپنا روزانہ کا ذکر کیا جو "ذکر جلی" تھا ہم بھی آپ کے ذکر سے محظوظ ہوئے۔اور ذہن میں اُن کی ایک اور یاد محفوظ کر لی۔

آپ کا تعلیمات اسلام پر شرع کے مطابق عمل تھا وضو کے لئے جو پانی ہم نے آپ کے لئے رکھا تھا اس میں سے آپ نے صرف آدھے پانی سے وضو کیا اور تقریباً آدھا پانی لوٹے

میں باقی تھا میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ بھائی جان ڈار صاحب وضو کے پانی میں بھی اسراف نہیں کرتے کیونکہ وضو کے لئے سوا سیر پانی خرچ کرنے کی اجازت ہے اور انہوں نے اتنا ہی پانی خرچ کیا ہے۔ وہ بولی ''سبحان اللہ'' بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہیں۔

اُسی رات کی بات ہے کہ آپ نے جانے سے پہلے اپنے سامان کو کھول کے چیک کیا ایک چھوٹی سی بُک نکال کے مجھے دی کہ یہ رکھ لو اس کی اب ضرورت نہیں ہوگی میں نے دیکھا کہ وہ آپ کی ''سروس بُک'' ہے جس میں سال میں ایک یا دو مرتبہ متعدی بیماریوں یا ملیریا وغیرہ کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں اور ان کا ریکارڈ ہوتا ہے اُس میں آپ کی تاریخ پیدائش اور پاک فضائیہ جوائن کرنے کی تاریخ کا بھی اندراج ہے وہ بُک آج بھی میرے پاس محفوظ ہے پھر آپ نے اپنے اٹیچی کیس سے اپنا کورآل (ڈانگری) جو جہازوں پر کام کرنے کے لئے پہنا جاتا ہے نکالا جس میں آپ کے اُس وقت کے ''ماسٹر وارنٹ آفیسر'' کے رینک لگے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ اسے رکھ لو وہاں میری ڈیوٹی جہازوں پر نہیں ہوگی۔ سو اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ آپ استعمال کر لینا۔ میں نے رینک اُتار کے اپنے بکس میں رکھ لئے اور کورآل استعمال کرتا رہا۔

باباجی محمد صدیق ڈار صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جھاڑ پھونک دم درود تو ہماری تعلیمات میں نہیں مگر مخلوق خدا کی بھلائی کی خاطر بانی سلسلہ نے ہمیں کچھ باتوں کی اجازت دے رکھی ہے کراچی میں ہم نے اکثر بے اولاد خواتین اور مختلف امراض میں مبتلا لوگوں کو آپؒ سے پانی یا چینی دم کراتے دیکھا اور سنا کہ اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے سب کی گودیں ہری ہوئیں اور امراض سے شفایاب ہوئے پانی دم کرانے والے اپنا مرض بتا کے رات کو بوتلیں چھوڑ جایا کرتے تھے اور آپ عموماً سحری کو بعد از تہجد یا نماز فجر سے پہلے دم کر کے رکھ دیتے تھے۔

آپ کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ کورنگی کریک میں آپ نے ایک ذاتی لائبریری بھی قائم کر رکھی تھی۔ لاہور سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''حکایت'' کے مستقل قاری تھے جب لیبیا میں تھے تو اُسی دوران میری پوسٹنگ لاہور ہو چکی تھی۔ مجھے خط میں تحریر فرمایا

''حکایت'' کے دفتر جا کے رسالہ میرے لیبیا کے پتہ پر جاری کروا دو میں نے حکم کی تعمیل کی آپ کے بڑے صاحب زادے جناب خالد محمود کے پولیس سروس جوائن کرنے کا محرک بھی ''حکایت'' میں شائع ہونے والے سابق پولیس آفیسر ''احمد یار خان'' کے مضامین تفتیشی تھے۔ حکایت کے مدیر ائیر فورس کے ریٹائرڈ ڈان کمیشنڈ آفیسر تھے۔ اُن کی تحریروں میں پاکستان اور وطن سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی تھی۔

آپؒ نے قرآن پاک کا مطالعہ بانی سلسلہ عالیہ توحیدحضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے بتائے ہوئے طریقے سے کیا اور قرآنی تعلیمات کی حکمت کا ادراک رکھتے تھے جو آپ کی تحریر وتقاریر سے صاف عیاں ہے علامہ اقبالؒ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا اور اُن کے کلام کا ایک بڑا حصہ آپ کو ازبر تھا فرمایا کرتے تھے ''ایک توحیدی کو ہمیشہ Outstanding ہونا چاہیے آپ کا ہر عمل اوروں سے ممتاز ہونا چاہیے'' آپ کو آپ کی Outstanding Performances کے اعتراف میں تعریفی سند اور تمغہ خدمت سے بھی نوازا گیا اور روحانیت میں Outstanding ہونے کی سند آپ کو قبلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے عطا فرمائی تھی۔

کسی کو طالب بنانا ہوتا تو اُسے توجہ دیتے ہوئے فرماتے ''ٹیکہ'' لگا دیا ہے آپؒ کی زندگی ہمارے لئے یقیناً مشعل راہ ہے آپ نے قبلہ انصاریؒ کے باغ کے بکھرے ہوئے پھولوں اور منتشر شیرازہ کو یکجا کر کے ایک منظم جماعت بنانے میں جو کردار ادا فرمایا وہ آپ ہی کا خاصا تھا۔

آپؒ نے اپنی پیرانہ سالی اور ناسازیٔ طبع کے باوجود آخری دم تک سلسلہ توحیدیہ کی تعمیر وتوسیع کے لئے خود کو وقف کئے رکھا اللہ ان کو اپنا دائمی قرب وبقاء عطا فرمائے ہماری ان سے نسبت کا تقاضا ہے کہ سلسلہ کی تعلیمات کو پھیلانے میں اپنے محبوب مرشد کی عملی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا اپنا حصہ ملاتے رہیں ملک وملت کو سنوارنے کے لئے جس قدر چیلنجز آج درپیش ہیں شاید ہی اس سے قبل کبھی ہوئے ہوں ہمیں اپنے کردار وعمل سے اغیار کے دعوؤں کو جھوٹا لغو اور باطل ثابت کرنا ہوگا۔ قبلہ انصاری صاحب کو ایک مرتبہ میانوالی سے ایک صاحب نے خط تحریر کیا

کہ انہوں نے آپؒ کی کتابیں پڑھی ہیں اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں قبلہ انصاریؒ نے اُن کو لکھا کہ پاک فضائیہ کے مستقر میانوالی ہی میرے فلاں فلاں مرید ہیں اُن سے مل لو جب وہ برادران حلقہ سے ملے تو اُن کے اگلے خط ہی میں اُن صاحب نے تحریر کیا تھا" کہ مجھے آپ کے مُرید دُنیا میں چلتے پھرتے فرشتے نظر آئے" بانی سلسلہ بہت خوش ہوئے اور یہ واقعہ کئی بار سنایا۔ راقم الحروف اکتوبر 1975 کے ابتدائی دنوں میں کراچی ایک عارضی ڈیوٹی پہ تھا وہیں سگنل ملا کہ میرا ایڈوانس ٹریننگ کورس کورنگی کریک ماہ اکتوبر ہی میں شروع ہو رہا ہے۔ بیس پر واپس پہنچ کر کلیئرنس کراؤ اور کورس کے لئے رپورٹ کرو۔ جب کراچی جانے کی تیاری مکمل ہوگئی تو سوچا نو ماہ کا کورس ہے چلو قبلہ حضور حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ سے ملاقات کرتے ہوئے جاتے ہیں رات قبلہ حضورؒ کے پاس آستانۂ توحیدیہ میں گزاری۔ آپؒ نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور کراچی کورس کے لئے جا رہا ہوں پوچھا کہاں جاؤ گے میں نے بتایا کہ قبلہ کورنگی کریک" اچھا تو ڈار کے پاس جا رہے ہو انہیں میرا اسلام کہنا اور روز اُن سے ملا کرنا۔ میں روزانہ شام کو والی بال کھیلنے کے بعد ساتھ والی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرتا۔ وہیں قبلہ ڈار صاحب سے ملاقات ہو جاتی اور رات گئے تک ان کی صحبت میں رہتا۔ تقریباً تین ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا ایک دن حلقہ ذکر سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ "یار تم نے وعدہ پورا کر دکھایا شاباش اب تمہاری رہائش کا انتظام یہاں بیس پر ہی نہ کر دیا جائے! میں نے عرض کیا اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی۔ چنانچہ آپؒ نے میری رہائش کا بندوبست بیس پر ہی کرا دیا۔ یوں ٹریننگ ختم ہوگئی اور پوسٹنگ کراچی ہی میں فیصل بیس پر ہوگئی۔ جب کورنگی کریک میں میری رہائش کا بندوبست ہو گیا تو میں اپنی اہلیہ کو بھی ساتھ لے جایا کرتا تھا وہ اماں جی اور بہنوں کے پاس بیٹھی گپ شپ کرتی رہتی اور ہم قبلہ ڈار صاحب کی محفل میں رہتے اماں جی نے میری اہلیہ کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ مرتے دم تک ایک کامیاب بیوی پیار کرنے والی ماں اور نہایت سگھڑ خاتون کے طور پر جانی جاتی تھیں خواتین میں قبلہ انصاریؒ کی آخری مریدہ ہونے کا شرف بھی اُسے حاصل تھا۔

ولی اللہ کے سنگ

(معین الدین،نوشہرہ ورکاں)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں اولیاء اللہ پر عالم ملکوت منکشف ہوجاتا ہے اوران پر عالم جبروت کے کئی قسم کے علوم روشن ہوجاتے ہیں عجیب وغریب علوم اور حکمتیں ان پر القاء کئے جاتے ہیں اور کئی قسم کی خبروں سے مطلع ہوتے ہیں ۔رب تعالیٰ نے (اولیاءاللہ) کو لوگوں کے دلوں کے بھیدوں اور نیتوں پر مطلع فرمایا ہے۔کیونکہ میرے ربّ نے ان کو دلوں کے ٹٹولنے والا اور پوشیدہ باتوں کا امین بنایا ہے۔پھر ولی اللہ توحید کی کرسی پر بیٹھ جاتا ہے۔پھر اس سے تمام حجابات دور کر دیئے جاتے ہیں ۔ولی اللہ،اللہ تعالیٰ کے خاص بھیدوں اور رازوں پر مطلع ہوجاتا ہے۔ایسی ہی ایک عظیم ہستی جناب محمد صدیق ڈار صاحب توحیدی کی تھی ۔آپ نے اپنے مرشد بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ جناب عبدالحکیم انصاریؒ کے دست حق پر 1959ء کو بیعت کی اور جلد ہی آپ نے سلوک کی منزلیں طے کیں اور جلد ہی آپ اپنے مرشد کے فیضان نظر سے روحانیت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے شیخ سلسلہ جناب عبدالستار خانؒ کی وفات کے بعد آپ 1991ء کو شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ منتخب ہوئے ۔آپ کی ولولہ انگیز قیادت میں سلسلہ عالیہ توحیدیہ نے خاطر خواہ ترقی کی ۔آپ نے لوگوں کی فلاح اور ہدایت کے لئے دن رات کام کیا اور آپ کے دور نے بانی سلسلہ کے دور کی یاد تازہ کر دی۔محمد صدیق ڈار صاحبؒ راہ سلوک کے مسافروں کی پیاس بجھاتے رہے۔آپ کے مریدین ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں ۔آپ کی شخصیت بڑی پروقار تھی ۔آپ ہنس مکھ،اور ملنسار اور ہمدردانہ دل رکھنے والے بہترین انسان تھے۔آپ بزم سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی رونق تھے ۔آپ خوش گفتار،باکردار اور باعمل صوفی بزرگ تھے ۔آپ کو دنیاوی اور دینی علوم پر کافی دسترس حاصل تھی ۔آپ مخلوق خدا سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔جب آپ اردو پنجابی اور انگلش میں بولتے تو بہت بھلے لگتے تھے۔

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی یہ خصوصیت تھی کہ اگر دنیاوی باتیں بھی ہو رہی ہوتیں تو آپ باتوں کو گھما پھرا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر ہی ختم کرتے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے بے انتہا محبت تھی۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ محبت کی ترتیب نزولی یہ ہونی چاہیے کہ انسان اپنے خالق و مالک سے سب سے زیادہ پیار کرے اور اس کے بعد رسول پاک ﷺ سے اور اس کے بعد اپنے پیرومرشد سے پیار کرے۔

ایک دفعہ دورہ نوشہرہ ورکاں پر تشریف لائے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا اپنے دلوں سے دو چیزیں غصہ اور نفرت نکال دو اور اپنے دل میں دو چیزیں محبت اور صداقت اپنا لو۔ جبکہ محبت اور صداقت کا ٹکراؤ ہو تو محبت کو قربان کر دو اور صداقت اپنا لو۔

آپ اکثر چٹکی بجا کر فرمایا کرتے تھے کہ ولی ایسے بنتا ہے تو مریدین کو حیرت ہوتی تھی۔ سامعین نے پوچھا باباجی کیسے؟ تو آپ نے فرمایا کوئی گالیاں دے تو جواب میں دعائیں دو"

نوشہرہ ورکاں سے تعلق رکھنے والا ایک نام نہاد ملنگ ایک دفعہ مرکز پر آیا تو اس نے باباجی سے کہا کہ ادھر بھی تیلی لگا دو۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے اپنی لکڑیاں خشک کر کے لاؤ۔ ولی کامل جانتے تھے کہ اس کے پاس روحانیت کچھ نہیں ہے۔

ابھی مرکز تعمیر نہ ہوا تھا اور ماہانہ اجلاس شیخ اکرم کی دوکان کے اوپر ہوا کرتے تھے۔ وہاں عبدالرشید ساہی صاحب نے ایک دن باباجی محمد صدیق ڈار صاحب سے برجستہ کہا

عمر بھر کے پیاسوں کو فقط ایک ہی جام
ساقی تیری سنگ دلی یاد رہے گی

"ساہی! پینے والے بنو ہم "مٹ" کھول دیں گے۔

راقم کو ایک دفعہ عبدالرشید صاحب نے بتایا کہ میں بابا سے ملنے مرکز پر گیا تو باباجی نے عبدالرشید ساہی سے کہا کہ میں مرکز پر ایسے ہی نہیں بیٹھا ہوا میں سرکاری بندہ ہوں ہم یہاں

ہیرے اور لعل لے کر بیٹھے ہوئے ہیں افسوس انہیں خریدنے کوئی نہیں آتا۔

سالانہ دورہ پر 1998ء کو میرے والد احمد دین تو حیدی نے بابا جی ڈار صاحب سے اپنے لئے دعا کیلئے کہا تو بابا جی نے فرمایا احمد دین آپ کو اپنا حصہ مل جائے گا۔1999ء کو میرے والد صاحب قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔میرے والد کی فوتیدگی کے بعد بابا جی نوشہرہ درکاں آئے تو مجھ سے پوچھا کہ آپ کے والد صاحب کیسے فوت ہوئے۔تو میں نے بابا جی کو بتایا کہ آخری وقت تین دفعہ اونچی آواز میں کلمہ طیبہ پورا پڑھا اور اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر دی۔ بابا جی ڈار صاحبؒ نے کہا "یہی تو مولوی دعا کرتے ہیں"۔

جب بابا جی نوکھر رہائش پذیر تھے تو راقم بابا اشفاق نمبردار اور ارشد کے ساتھ بابا جی ڈار صاحب کے گھر گئے۔سفر کی وجہ سے ہم گرد آلود تھے اور میری شیو بھی بڑھی ہوئی تھی۔بابا جی نے مجھے دیکھ کر کہا معین کیا داڑھی رکھ لی ہے؟ میں نے کہا نہیں بابا جی تو آپ نے فرمایا کہ اسے ترشوا دو۔ اور فوجیوں کی طرح اٹینشن رہا کرو۔

ہم نے 2003ء میں بابا جی محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے دست حق پر بیعت کی ہم نے ان دس سالوں میں آپ کے فیضان نظر سے کئی بگڑے ہوؤں کو سنورتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کی دعاؤں کو حقیقت میں ڈھلتے ہوئے دیکھا ہے۔

بابا اشفاق عرف بابا مست جب دوسری دفعہ امریکہ جانے لگے تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ جب بھی مرکز پر جائیں تو ہر دفعہ بابا جی کو میرا سلام کہنا۔یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔تھوڑے دنوں کے بعد سالانہ اجتماع بھی آ گیا۔ہم نے اجتماع پر بابا جی ڈار صاحب سے کہا کہ بابا مست تو امریکہ چلے گئے ہیں اپنی طرف سے سلام کرنے کی ڈیوٹی میری لگا کر گئے ہیں۔میری بات سن کر بابا جی نے بڑے جلالی انداز میں کہا کہ "اب وہ وہیں ہی رہیں گے اور واقعی بابا مست تھوڑے عرصہ بعد امریکہ میں انتقال کر گئے۔وقت کے سلطان نے بابا مست کے انتقال کی خبر بہت پہلے کر دی۔یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فوت ہونے سے چند دن پہلے بابا مست نے خواب

میں دیکھا۔خواجہ صاحب جناب عبدالحکیم انصاریؒ بابا مست سے کہہ رہے تھے "مست فکر نہ کرنا آپ کا پوری ٹیم کے ساتھ استقبال ہوگا" دیکھا دوستو! اگلے جہان جا کربھی پیر و مرشد کو اپنے مریدین کا کتنا خیال ہوتا ہے۔

میری شادی کو تین سال ہو گئے تھے مگر میری دوسری بیوی سے اولاد نہ ہوئی 2005ء سالانہ تبلیغی دورہ نوشہرہ ورکاں پر میری بیوی نے کہا بابا جی آپ ہمارے لئے دعا نہیں کرتے۔ دیکھیں میری جھولی خالی ہے۔بابا جی ڈار صاحبؒ ہنس پڑے اور کہا نہیں بیٹا ایسی بات نہیں ہے۔ ہم سب کیلئے دعا کرتے ہیں اور اسی دن ذکر کے بعد بابا جی نے خصوصی طور پر اولاد نرینہ کیلئے دعا کی اور اللہ پاک نے اسی سال ہمیں اولاد نرینہ سے نوازدیا۔

آپ تصوف کے اُفق کے درخشندہ ستارہ اور وقت کے سلطان تھے۔آپ گلشن سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی رونق اور مریدین کے دلوں کا قرار تھے۔آپ کی تعلیم راہ سلوک کے مسافروں کیلئے مینارہ نور ہے۔اور آپ کا روحانی فیض تا قیامت جاری و ساری رہے گا۔جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ 7 جولائی 2013 بروز اتوار یا اللہ مدد یا اللہ مدد یا اللہ مدد پکارتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا علیہ راجعون) دعا ہے کہ اللہ رب العزت اپنے خاص فضل و کرم سے آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔(آمین)

یادوں کے ساگر

(محمد اشرف چوک اعظم)

میں نے اپنی زندگی میں بہت ہی کم ایسے گوہر نایاب دیکھے ہیں جو اللہ کی راہ کے طالبوں کی ظاہری اور باطنی تشفی کر سکتے ہوں اور انکو دنیا سے ہٹا کر اللہ سے ملا دیتے ہوں ان نادر الوجود ہستیوں میں سے ایک ہستی میرے مرشد محمد صدیق ڈارؒ تھے یہ وہ شمع تھی جو ہمارے بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے بڑی محبت سے جلائی تھی اور اس سے ایک عالم فیض یاب ہوا وہ ہم سے بچھڑ گئی اللہ تعالیٰ ہمارے محسن و مرشد کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین۔

بابا جی ڈار صاحبؒ نے بانی سلسلہ کی تعلیم پر کما حقہ عمل کر کے دکھایا اور اس کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر دی۔بابا جی ڈار صاحب کے بارے میں انصاری صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ ڈار تم میری کاپی ہو اس بات کا ادراک مجھا سوقت ہوا جب ایک رات میں ذکر کر کے سویا تو میں نے دیکھا کہ بابا جی ڈارؒ اور بابا جی یعقوب صاحب ایک صف پر بیٹھے ہوئے ہیں تو مجھے آواز سنائی دی کہ آپؒ کے پیر و مرشد عبدالحکیم انصاریؒ کی کاپی ہیں اور اگلے دن میں نے بابا جی ڈار صاحبؒ سے فون پہ رابطہ کر کے ان کو اس خواب سے آگاہ کیا تو بابا جیؒ فرمانے لگے کہ یہ بات تو تنہائی میں بابا جی نے مجھے بتائی تھی کہ ڈار تم میری کاپی ہو چلو آج آپکو بھی پتہ چل گیا۔

بابا جی روایتی پیری فقیری کو پسند نہیں کرتے تھے یہ بات بھی میں نے اسوقت دیکھی جب آپ ایک دفعہ چوک اعظم آئے اور جس دن واپسی تھی اسی دن مولوی عبداللہ خوشبو والے نے بابا جی سے فرمائش کی کہ بابا جی راستے میں میرے ہوٹل پر بس ایک نگاہ ڈال دیجئے گا۔بابا جی فرمانے لگے ہم آپکے ہوٹل پر ٹھہریں گے بھی اور چائے بھی پیئں گے جب گاڑی وہاں رُکی تو بھائیوں نے بابا جی کے اعزاز کے لئے ماچے پر چادر ڈال دی اور گاؤ تکیے بھی رکھ دیئے بابا جی کہنے لگے کہ اس سے تو لوگوں کو پتہ چلے گا کہ انکا پیر ہے جو مجھے پسند نہیں چلو سب کرسیوں پر بیٹھتے ہیں وہاں فرمانے لگے کہ آپ سب میرے بیٹے ہو۔دورِ رسالت میں بھی نبی کریم ﷺ صحابہ میں مل کر بیٹھنے کو ترجیح دیتے تھے نہ کہ نمایاں جگہ پر بیٹھنے کو ترجیح دی۔اگر کوئی باہر سے آتا تو پہچان نہ پاتا کہ حضور ﷺ کونسے ہیں۔

-*-

بابا جی سے آخری ملاقات

(نادیہ طالب کوجرانوالہ)

بابا جی کے بیمار ہونے کا سن کر دل بہت بے چین تھا۔ ہر وقت یہی دعا کرتی کہ اللہ پاک میری ان سے ایک بار ملاقات ضرور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول کی اور 5 جولائی بروز جمعہ بابا جی سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ مرکز تعمیر ملت داخل ہوئے تو پہلی مرتبہ بابا جی کو چارپائی پر لیٹے ہوئے پایا پہلے جب بھی جاتے بابا جی ہمیشہ اپنی کرسی پر تشریف فرما مہمانوں کے انتظار میں ہوتے۔ اماں جی کچن میں مہمانوں کے حسب منشاء چائے یا کھانے کا انتظام کئے ہوئے ہوتیں۔ برآمدے میں کچھ اور حضرات بھی تھے ہمیں اشارہ کیا گیا کہ اندر چلے جاؤ۔ اندر باجی شگفتہ اور اماں جی سے ملے وہ مل کر رو پڑیں کہ ابا نے تمام ہدایات دے دی ہیں کہ مجھے کہاں دفن کیا جائے۔ تھوڑی دیر بعد بابا جی اندر تشریف لائے خود چل کر آئے بالکل تازہ حجامت بنا رکھی تھی اور چہرے پر ایسی مسکان تھی اور معصومیت ایسی کہ بالکل بچوں کی معصومیت اور مسکراہٹ سے بڑھ کر۔ ادھر اُدھر کی باتیں ہو رہی تھیں اور بابا جی پاس بیٹھے مسکرائے جا رہے تھے۔ سانس تھوڑا تیز آ رہا تھا۔ میں بار بار دیکھے جا رہی تھی چوری چوری کچھ پوچھنے یا کہنے کی ہمت ہی نہ ہو رہی تھی۔ باجی شگفتہ الیچی کے تین دانے چھیل کر لے آئیں وہ کھائے۔ میں نے کہا بابا جی آلو بخارہ بھی کھا لیں پہلے انکار کیا پھر بولے ایک دانہ لے آؤ میں نے سیب سے بڑا آلو بخارا پلیٹ میں رکھ دیا۔ دیکھ کر مسکرائے کہنے لگے علامہؒ کو حکیم نے آم کھانے سے روک دیا تھا۔ علامہ کو آم بہت پسند تھے۔ علامہؒ بضد تھے کہ مجھے اجازت دی جائے حکیم صاحب نے ایک آم کھانے کی اجازت دے دی۔ اگلی دفعہ حکیم صاحب آئے تو کیا دیکھا علامہؒ دو کلو کا آم سامنے رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔!!!!

ہمارے کہنے پر بابا جی اپنی آرام گاہ کی طرف گئے خود نہیں کہا کہ مجھے آرام کرنے دو۔

-

سہارا دینا چاہا تو کہنے لگے میں خود چلا جاؤں گا۔بابا جی کے آرام کی غرض سے اجازت مانگی تو کہنے لگے بیٹھ جاؤ ذرا ٹھہر کر چلے جانا۔میں بابا جی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔بابا جی زیادہ آرام کیا کریں زیادہ فون کال رسیو نہ کیا کریں سب کو پتا ہے کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں کہنے لگے سب کو کیا معلوم ہے کہ میں بیمار ہوں ڈاکٹر مریض کو جواب دے سکتا ہے۔ایک فقیر جواب نہیں دے سکتا۔لوگ فقیر کے پاس اللہ کا دروازہ سمجھ کر آتے ہیں میں انکار نہیں کر سکتا۔میں نے کہا بابا جی زیادہ نہ بولا کریں کہنے لگے اس کے بغیر بھی گزارہ نہیں ہے۔

اس دن بابا جی کی آنکھوں میں ،چہرے پر بہت سکون تھا۔ذرہ بھر پریشانی نہ تھی۔پہلے کبھی بابا جی کی آنکھوں پر نظر پڑتی تو کچھ درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی۔لیکن اس دن نہ تھی۔وہ سکون اور اطمینان ان کے مقصد کی تکمیل کا تھا۔بابا جیؒ نے کہا کہ میری آخری سانسیں مرکز کی امانت ہیں۔اماں جی بتانے لگیں کہ پنڈی ہسپتال نہ جاتے تھے کہتے آپ لوگ میری عمر بڑھا نہیں سکتے۔میں یہیں ٹھیک ہوں جب اماں جی ساتھ پنڈی جانے کو کہتیں تو فرماتے تم چاہتی ہو مرکز ویران ہو جائے میں ایسا نہیں ہونے دونگا۔اللہ پاک نے ان کی خواہش قبول فرمائی۔

جس رات بابا جیؒ کے رحلت فرمانے کی اطلاع ملی آنسو تھمنے کا نام نہ لے رہے تھے ساری رات جاگتے رہے یہی دل چاہ رہا تھا کہ اڑ کر مرکز پہنچ جائیں اور آخری دیدار کریں لیکن آسمان بھی چھلک پڑا تھا۔اتنے میں آنکھ لگ گئی تو دیکھا بابا جی سفید لمبا ساڈھیلا ڈھالا کرتا ساتھ تنگ پاجامہ پہنے ہوئے آئے ہیں سینہ چوڑا اور چہرے پر بہت مسکراہٹ تھی کہنے لگے رو کیوں رہی ہو دیکھو میں آ گیا۔جانا تو تھا ناں!!۔یہی تین فقرے کہے اور آنکھ کھل گئی۔اب ذہن میں یہی آتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جانے والے کب مرتے ہیں وہ تو ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔وہ اب بھی یہیں کہیں ہیں مرکز کی نگرانی کریں گے۔قرآن بھی یہی کہتا ہے۔"جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے"

مرد مومن

(سائرہ گل)

باباجی محمد صدیق ڈار صاحبؒ گوہرِ نایاب، مردِ مومن، علم کا سمندر، حلم اور بردباری کا نمونہ تھے۔ میری ان سے ملاقات 2010ء میں ہوئی انتہائی محبت اور خلوص سے ملے آپؒ کی محبت کی وجہ سے میری جھجک ختم ہوگئی اور پھر آپ سے کئی ملاقاتیں ہوئی اور کئی مرتبہ فون پر بات چیت ہوتی رہتی۔ میں نے آپ کی شخصیت سے بہت کچھ سیکھا۔ کچھ باتیں جن کا ذکر بہت ضروری ہے یہ میرے ذہن میں اٹھنے والے سوال تھے جو کبھی تو فون پر پوچھے گئے اور کبھی آمنے سامنے یہ باتیں ہوئیں۔ میری خوش نصیبی کہ اپنی کم عمری یا شاید کم عقلی کی وجہ سے ہر مسئلہ، ہر بات باباجی سے پوچھتی اور ہر دفعہ جواب ایسا ہوتا کہ دل میں اتر جاتا۔ ایک مرتبہ میں نے پوچھا باباجی جب ہم سب مسلمان ہیں تو کیا ضروری ہے کہ ہم فرقوں میں بٹ جائیں جیسے توحیدی، نقشبندی، مجددی وغیرہ۔ باباجیؒ نے کہا یہ فرقے نہیں ہیں بلکہ یہ تو ادارے ہیں جیسے نقشبندیہ یونیورسٹی کے طالبعلم نقشبندی کہلائیں گے تو حیدیہ یونیورسٹی کے طالب علم توحیدی کہلائیں گے۔ یہ مختلف بورڈز ہیں جن کا سلیبس ایک ہی ہے۔ میں نے پوچھا باباجی اسم اعظم کیا ہے باباجیؒ نے فرمانے لگے آپ کو اپنا کون سا نام اچھا لگتا ہے۔ میں نے فوراً اپنا نام لے لیا" سائرہ" باباجی نے فوراً جواب دیا بس پھر اللہ کو بھی اپنا ذاتی نام پسند ہے۔ "اللہ" یہ ہی اسم اعظم ہے۔ میں نے کہا کہ باباجی اگر کوئی سالک فنافی الشیخ ہی کی منزل پر فوت ہوجائے تو وہ کفر کی حالت میں مرے گا؟۔

باباجیؒ فرمانے لگے بیٹا یہی سوال قبلہ انصاری صاحبؒ نے اپنے مرشد سے کیا تھا لیکن ہمارے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں اللہ کی محبت بھی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ جس سے یہ ڈر نہیں بچتا کہ کوئی کفر کی حالت میں مرے گا۔ باباجی استخارہ کسے کہتے ہیں آپ فرمانے لگے استخارہ ایک دعا ہے اس دعا کے بعد فیصلہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے ضروری نہیں کہ دعا

کے بعد آپ کو خواب میں اشارہ ملے ۔ یہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی مگر آپ نے خواب کو اہمیت نہیں دینی بلکہ بعد میں ہونے والے فیصلے اور حقیقت کو تسلیم کرنا ہے ۔ یہی استخارہ یعنی دعائے خیر ہے بابا جی رکوع اور سجدے کی تسبیح کتنی مرتبہ کرنی چاہیے آپ فرمانے لگے جیسے جیسے اللہ سے محبت بڑھتی جائے ویسے ویسے تسبیح بھی بڑھتی جانی چاہیے ۔ یعنی ضروری نہیں کہ آپ تین مرتبہ ہی تسبیح پڑھیں بلکہ بزرگوں نے تو اس کی آخری حد ستر مرتبہ بتائی ہے ۔ میری بڑی خواہش تھی کہ ہر نماز کا آخری سجدہ لمبا کیا کروں پھر وہ بھی اجازت مل گئی پھر میں ہر نماز کا آخری سجدہ باقی سجدوں سے زیادہ لمبا کرتی ہوں ۔ کیا پتا یہ سجدہ آخری سجدہ ہو ۔ بابا جی جب رمضان میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے تو پھر گناہوں سے باز کیوں نہیں آتے ۔ بیٹی شیطان ہم سے گناہ نہیں کرواتا بلکہ صرف ہمارے نفس کو اُکساتا ہے اگر ہم اپنے نفس کو قابو میں رکھیں تو شیطان کے حملوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں اگر نفس قابو ہو جائے تو شیطان کے جکڑنے یا نا جکڑنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

بابا جیؒ! کہتے ہیں عشقِ مجازی عشقِ حقیقی کی سیڑھی ہوتا ہے ۔ کیا یہ درست ہے ۔ بابا جی فرمانے لگے عشقِ مجازی کا آغاز ظاہری حسن اور خوبصورتی سے ہوتا ہے ۔ اگر آپ ایک انسان کے ظاہرہ حسن کو پسند کرتے ہیں تو یہ پسندیدگی انسانوں تک ہی محدود کیوں؟ ۔ سانپ بھی تو خوبصورت ہیں، سورج پھول، پودے، بہت سی چیزیں خوبصورت ہیں ان سے بھی عشق اور محبت کریں یہ سب بہلاوے ہیں ۔ خود کو الجھانے کیلئے ورنہ اس میں کچھ حقیقت نہیں کہ عشقِ مجازی عشقِ حقیقی کیلئے ایک سیڑھی ہے ۔ بابا جی ہمارے شجرے میں شامل بزرگ کیا ہماری مدد کرتے ہیں؟ ۔ جی جی یہ شجرہ ایک خاندان کا شجرہ ہے اور خاندان کے بڑے بزرگ اپنے بچوں کی رہنمائی ضرور کرتے ہیں ۔ آگے کی منزلیں طے کرنے کیلئے ہر سالک کو اس کے مزاج کے مطابق ان بزرگوں میں سے ہی رہنما ملتا ہے ۔ جو سالک کو گائیڈ کرتا ہے ۔ بابا جی ہمزاد کسے کہتے ہیں؟ ۔ آپؒ فرمانے لگے جب ہم سینما ہاؤس جاتے ہیں تو ہمیں سکرین پر تصویریں متحرک دکھائی دیتی ہیں ۔ یہ تصویریں

سکرین میں موجود نہیں ہوتیں بلکہ سکرین کی مخالف سمت میں ایک پراجیکٹر نما مشین ہوتی ہے جس سے روشنی کی بیم نکلتی ہے اور سکرین پر تصویریں بنتی ہیں۔ اسی طرح انسانی جسم اور روح کے درمیان جو رشتہ ہے وہ بھی ایک بیم کی طرح ہے۔ روح اور جسم کے درمیان موجود اس تعلق کو ہمزاد کہتے ہیں ایک انسان کے ایک سے زیادہ ہمزاد بھی ہو سکتے ہیں۔

باباجی آپ کے اتنے مرید ہیں ہر ایک کا ذکر کرنے کا اپنا ٹائم ٹیبل ہے آپ کو توجہ دینے میں دقت پیش نہیں آتی؟۔

آپؒ نے فرمایا کہ جس طرح مختلف موبائل کمپنیز ہیں آپ جب چاہیں کال کریں سگنلز آتے رہتے ہیں اسی طرح ہم بھی اپنا میٹریل تیار رکھتے ہیں جو ہر وقت Availbal ہوتا ہے۔ باباجی جب کوئی فوت ہوتا ہے تو کیا سب کو ایک جتنی تکلیف ہوتی ہے چاہے کوئی چھوٹے قد کا انسان ہو یا بڑے قد کا کوئی بچہ ہو یا بڑا؟ آپؒ فرمانے لگے مرتے وقت جب جان نکلتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اعمال کے مطابق تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے۔ جس نے جتنا خود کو دنیا سے جوڑ رکھا ہوا سے اس دنیا کو چھوڑتے وقت اتنی ہی تکلیف برداشت کرنا پڑے گی۔ اگر آپ نے تعلق اللہ سے جوڑ رکھا ہو تو یہی موت اللہ سے ملاقات کا وسیلہ ہے۔

7 جولائی 2013 کو باباجی اپنے سینکڑوں مریدین کو سوگوار کر گئے لیکن باباجیؒ کی باتیں تاحیات ہمارے لئے مشعلِ راہ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

پیارے پیارے بابا جان

(کرن شفیق۔لاہور)

بابا جان محمد صدیق ڈار صاحبؒ کے ساتھ میں نے دنیا کے ہر موضوع پر بات کی ہے۔ غلام جیلانی برق کی روحانی اناٹومی سے لے کر ڈاکٹر سلطان بشیر محمود کے خدا کے تصورِ نور اور حروف مقطعات کی منطق تک۔آپ کی فہم و فراست کا تو ہمیں ادراک نہیں لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ربّ کو دیکھنے کی آیت پر بھی اس قدر آسان فہم گفتگو کرتے تھے کہ سبحان اللہ!

ہم کہاں سے لائیں گے ان جیسے لوگ؟ پھر خیال آتا ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا تھا کہ "آج سے بڑا غم اس دنیا پر نہیں آ سکتا" تو شاید یہ چھوٹا ہی غم ہو جو ہماری بے صبری کی وجہ سے پہاڑ ہے لیکن کیا کریں۔انہوں نے ہمارا ہاتھ ہی ایسے پکڑا ہوا تھا۔"او میری بیٹی آئی ہے۔" اٹھ کر پیار دیتے تھے، سینے سے لگاتے تھے، وہیں اپنے پاس چارپائی پر بٹھاتے تھے یا پھر ایک کرسی اپنے بہت ہی قریب کر کے آہستہ آہستہ باتیں کرتے تھے۔ بس اتنا ہی کہوں گی کہ دل غم سے چھلک رہا ہے۔آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں لیکن زبان وہی کہے گی جو اللہ کا حکم اور اس کی رضا ہے۔

پیارے، شفیق، اور معاملہ فہم اتنے کہ دسترخواں پر اگر پوری فیملی بیٹھی ہو تو خود اُٹھ کر اندر تشریف لے جاتے کہ کہیں مہمان تکلف میں نہ رہ جائیں۔ہمیشہ ہر معاملہ میں ذکر، قرآن، اور درود شریف سے مدد لینے کی تلقین کرتے۔حضور اکرم ﷺ اور ان کے پیاروں کا ذکر اس قدر پیار سے کرتے تھے کہ بے اختیار منہ سے سبحان اللہ نکلتا۔

خواتین کے جذبات و مسائل سے بھی اسقدر آگاہ تھے کہ اماں جی سے جو خواتین اپنے دل کی بات کرتیں اور ہم بابا جان سے کہتے کہ کیا یہ چغلی میں شمار نہیں ہوتا تھا ازراہ تفنن کہتے" ارے وہ کہاں چغلی کرتی ہیں، وہ تو دل کی بھڑاس نکالتی ہیں"

ایک مرتبہ مہمانوں کی آمد تھی اور جمعہ کا وقت بھی ہو چلا تھا۔اماں جی کو کھانا کھلانے کے بارے میں بھی پوچھنا تھا۔اماں جی نے ان کی تیاری کے دوران ہی دو تین مرتبہ پوچھا کہ کھانا رکھ دوں؟ کہ واپس آ کے کھائیں گے؟ یا مہمان کھائیں گے کہ نہیں؟ تو بابا جان ذرا اونچا بولے کہ کھانے کی پڑی ہوئی ہے۔جمعہ کو دیر ہو رہی ہے اتنا نہیں پتا۔اماں جی لہجہ پہچان گئیں اور خاموش ہو گئیں۔جمعہ پڑھ کر واپس آئے تو کھانا تو لگ گیا لیکن اماں جی ناراض ہو گئیں۔بابا جان نے خاموشی کی وجہ پوچھی تو کہنے لگیں کہ آپ اس قدر سختی سے میرے ساتھ بولے۔بابا جان نے فوراً کہا کہ جلدی کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔آئندہ نہیں ہوگا۔''سوری''۔اتنا کہنا تھا کہ اماں جی فوراً خوش ہو کر بولیں، مجھے بھی اتنی دفعہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔میری بھی ''سوری''۔لو جی دونوں ہنسنے لگے اور چھوٹی سی بات بتنگڑ بننے سے رہ گئی۔میں نے بھی اپنی زندگی میں سوری کہنا آپؒ سے سیکھا۔ اللہ خود بھی معاف کرتا ہے اور معاف کرنے والوں کو پسند بھی کرتا ہے۔

کھانے پینے کے بھی بہت شوقین تھے۔اماں جی کو ماڈرن فوڈ اور چائنیز وغیرہ پسند نہیں تھا لیکن بابا جان ہر نئی چیز جیسے نوڈلز، اور پیزا وغیرہ بہت شوق سے کھاتے تھے۔کہتے تھے کہ خود کو ایک ذائقے سے کیوں محروم کر لیں، اللہ نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔

میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔یہی وجہ ہے کہ مجھ میں اس کم عمری میں ان کے دیے ہوئے سبق سے اس قدر Maturity آ گئی ہے کہ دنیا کی رنگینیاں مسمرائز نہیں کرتیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپؒ اللہ اور رسول ﷺ سے اپنی خالص محبت کی وجہ سے اپنی آخری آرام گاہ میں رہ کر بھی جنت کے نظاروں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔اللہ نے ان کی طرف جنت کی کھڑکی کھولی ہوگی، ان کو حضور نبی اکرم ﷺ کا دیدار کرایا ہوگا، منکر نکیر کے سوالوں میں صد فیصد نمبر لیے ہوں گے، خوشبوؤں میں بسے، ہواؤں میں لیٹے آرام کر رہے ہوں گے۔

اے اللہ مجھے قیامت کے دن اپنے والد صاحب، اور ان کے قبلہ بابا جان، اور حضور اکرم ﷺ کی معیت میں اٹھانا۔(آمین)۔

ہادی ومحسن قبلہ محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی یاد میں

(عبدالرشید ساہی)

قبلہ محمد صدیق ڈارؒ اور عبدالرشید کی محبت بھری داستان بڑی فکر انگیز، دل آویز اور دلنشین ہے۔میرے پیار کی کہانی اکتوبر 1991 سے شروع ہوئی، پہلی نظر میں ہی آپؒ سے اُنس پیدا ہوگیا۔علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

قسمت نے یاوری نہیں فرمائی پیرومرشد ہم سے جُدا ہوگئے لیکن حقیقی محبت اَمر ہو جایا کرتی ہے۔

تھا تیرے دم سے تر و تازہ جہانِ آرزو
کیا چلی بادِ خزاں گلشن کو ویراں کر دیا

اللہ والوں کے متعلق مشہور ہے کہ وہ چوروں کو قطب بنا دیتے ہیں۔دل میں بڑا اشتیاق تھا کہ کوئی ایسا ولی کامل مل جائے۔اس آرزو اور تلاش مرشد میں کئی سال گزار دیئے۔والدمحترم حاجی محمد بشیر مرحوم ایک مذہبی، کتاب دوست آدمی تھے،انکی ذاتی لائبریری بھی تھی جس میں بزرگان ،صوفیاء کی مشہور کُتب موجود تھیں۔میں اکثر مطالعہ کرتا رہتا تھا والد صاحب اکثر مثنوی مولانا رومؒ پڑھتے اور ہمیں بھی خاص واقعات سنایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ میرے دل میں تلاش مرشد کا شوق خصوصی طور پر پرورش پاتا رہا۔سب سے زیادہ تلاش مرشد کی جستجو مردِ قلندر علامہ اقبالؒ کے کلام نے فرمائی۔میں فطرتاً مروجہ پیری فقیری کے خلاف تھا۔بہر حال اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم سے میری دلی دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور محمد شفیق خان کی وساطت سے مجھے قبلہ محمد صدیق ڈارؒ ہادی مرشد کی شکل میں مل گئے۔ان کی سرپرستی میں بہت سے واقعات گزرے جو عقل سے ماوراء تھے۔کئی واقعات پر باباجان سے پوچھ بھی لیتا تھا کہ باباجان یہ کیسے ہوا تو

<u>آپؒ بے نیازی سے فرماتے تھے ساہی صاحب! یہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے سے طے شدہ تھا بس کسی کے نام لگنا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی زبان سے دُعا کروا دیتے ہیں اصل نظام مالک کل، ربّ کبریا کا ہی چلنا ہے کسی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کو اپنے کھاتہ میں ڈال لے۔</u>

جب G-92 ماڈل ٹاؤن والا مرکز تعمیر ملت جہاں دادا مرشد خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کا مزار پُرانوار ہے، جس پر دنیا دار لالچی لوگوں نے قبضہ کرلیا تو بابا جان ڈار صاحبؒ فرمانے لگے مرکز تعمیر ملت کے لئے کوئی جگہ دیکھو جہاں کٹیا بنا کر اللہ تعالیٰ اور نبی رحمت عالمﷺ کے پیار کیلئے اکٹھے ہوجایا کریں گے۔ اس سلسلہ میں بندہ ناچیز اور شیخ محمد اسلم صاحب آف کشمیر شال گوجرانوالہ کو ساتھ لیکر مرکز کیلئے کافی جگہوں کا Visit کیا مگر کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ ہمارے ایک دوست عبدالخالق مرحوم ایڈمن آفیسر انکم ٹیکس جو بابا جان سے بہت محبت کیا کرتے تھے انہوں نے مجھے کہا کہ میرے مرشد جو پردہ فرما چکے ہیں خواب میں آئے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ جگہ مرکز تعمیر ملت کیلئے منتخب ہوچکی ہے یہاں ایک ولی کامل نے ڈیرہ بنانا ہے۔ پیر بھائیوں سے مشورہ کیا گیا بابا جی کے موقع دیکھنے کے بعد موجودہ مرکز والی ایک ایکڑ زمین خرید کرلی گئی۔ محکمہ ریونیو کا عملہ نشاندہی کیلئے آیا تو ہمارے ہمسائے محمود اور یوسف وغیرہ اور انکے والد بھی آگئے کہنے لگے ہم آپ کو یہاں پیرخانہ نہیں بنانے دیں گے، یہاں لاشیں گریں گی یہ جگہ ہم نے لینی ہے چاروں طرف ہمارا رقبہ ہے یہ سن کر شیخ اسلم صاحب بڑے پریشان ہوئے۔ اگلی صبح اس کی چاردیواری کرنا تھی۔ لہٰذا انہوں نے بابا جان ڈار صاحبؒ کو فون پر ساری صورت حال سے مطلع کیا تو بابا جیؒ نے فرمایا کہ وہاں صبح صرف ساہی صاحب اکیلے جا کر چاردیواری کرائیں گے۔ مخالفین نے رات کو اپنے بہنوئی مراد علی عرف مرادی جو قتل و اغواء برائے تاوان کی بہت سی وارداتوں میں پولیس کو مطلوب تھا اپنے ہاں بلایا ہوا تھا اس کے ساتھ اور بھی اشتہاری تھے لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ پولیس کو مخبری ہوگئی چھاپا پڑا، پولیس مقابلہ ہوا، مرادی بھاگ گیا ایک اشتہاری زخمی حالت میں پکڑا گیا مخالفین پر 216 کا پرچہ بنا اشتہاری راتوں رات گرفتار ہوگئے۔ میں جب صبح سویرے چاردیواری کیلئے گیا تو میدان

خالی تھا چار دیواری شروع کرادی، مخالفین میں ایک شخص محمد یوسف جو بھاگ گیا تھا تقریباً دو بجے دوپہر میرے پاس آیا سارا واقعہ سنایا اور معافی مانگنے لگا کہ والد صاحب سے بڑی غلطی ہوئی جو انہوں نے اللہ والوں سے پنگا لیا۔ میں نے کہا بھائی کوئی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے ہم تو سرکاری نوکر ہیں بعد میں قبلہ ڈار صاحبؒ آئے تو محمد یوسف نے غلطی کی معافی مانگی۔ بابا جان نے فرمایا آپ میرے بیٹے ہیں کوئی بات نہیں اس واقعہ میں ہمارا کوئی کردار نہیں یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے کام ہیں ہم تو آقا ﷺ کے غلام ہیں سرکاری نوکری کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ میں اپنے ایک پیارے دوست محمد بشیر گجر مرحوم جو DC آفس گوجرانوالہ میں ڈسٹرکٹ ناظر تھے چار پانچ گھنٹے باباجی کے ساتھ نشست رہی جب محفل برخاست ہوئی تو میں نے باباجی سے عرض کی کہ یہ میرے خاص دوست ہیں، میں نے محسوس کیا کہ آپؒ نے ان کی طرف توجہ نہیں فرمائی، کہنے لگے ہمارے پاس جو مال ہوتا ہے یہ امانتیں ہیں جس کی امانت ہوتی ہے اس کو دینی ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ ہم سرتاج صاحب آف پشاور کی دعوت پر پشاور گئے کافی دوست تھے سرتاج صاحب کے ہاں بڑی بہترین دعوت تھی، کھانے کا بہت اچھا انتظام تھا اتنے سارے مہمانوں کو ٹھہرانے کیلئے جگہ تنگ تھی۔ میزبان نے کچھ دوستوں جن میں شفیق خان صاحب، شیخ اکرم صاحب اور میں بھی شامل تھا اپنے عزیز کے گھر رات گزارنے کیلئے بھیج دیا انہوں نے تنگ کمرہ میں فرش پر سُلا دیا رات کو بارش شروع ہوگئی چھت ٹپک رہی تھی ہم سارے دیواروں کے ساتھ لگے بیٹھے تھے کہ بابا جان اچانک سحری کے وقت ہمارے پاس آگئے فرمانے لگے مجھے نیند نہیں آرہی تھی، میں سوچ رہا تھا کہ میرے بیٹے کس حال میں ہیں، یہ کہتے کہتے باباجان کی آنکھیں بھیگ گئیں مجھے بڑا دکھ ہوا کہ آپؒ کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، لیکن یاد رکھو! اگر مرید بے چین ہو تو مرشد بھی بے چین ہوتا ہے۔

قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کی مجالس اور خطوط سے اقتباسات

(عابد کبیر شاہ)

ہمارے پیارے مرشد جناب محمد صدیق ڈار صاحب جو ہمیں افسردہ چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ درجات عطاء فرمائے۔ قبلہ حضور کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات وواقعات، ہدایات جو آپ سے ملتی رہیں بیان کر رہا ہوں۔

سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں جناب بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے پہلے خلیفہ جناب خان عبدالستار خان جو میرے مرشد تھے ان کی مجلس میں حاضر خدمت تھا جب ان پر فالج کا اٹیک ہوا تو خان صاحبؒ کرسی پر تشریف فرما تھے جب لڑکھڑائے تو میں نے ان کو سہارا دیا۔ اس کے بعد تمام ملاقاتیں بند ہو گئیں اور ہم لوگ بھی گھروں کو واپس آ گئے اس کے کچھ عرصہ بعد جناب عبدالستار خان صاحبؒ اپنے خالق حقیقی کو جا ملے جس کے بعد ہمیں خبر ملی کہ خان صاحب نے اپنے داماد کو سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا نیا شیخ بنا دیا ہے۔ (جو خان صاحب کی بیماری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خود بخود خلیفہ بن گئے تھے) چونکہ یہ قبلہ بانی سلسلہ کی وصیت اور آئین کی خلاف ورزی تھی ہم تذبذب کا شکار تھے۔ اس دوران میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتا رہا کہ جو حقیقی جانشین ہو اس کی طرف رہنمائی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خواب میں ایک بلیک بورڈ پر جناب محمد صدیق صاحبؒ کا نام لکھ کر میری رہنمائی فرمائی کہ یہ خلیفہ و جانشین ہیں لیکن جب میں اپنے بڑے بھائی جناب سید عاشق حسنین مرتضیٰ شاہ کے ہمراہ G-92 ماڈل ٹاؤن لاہور پہنچا تو وہاں معاملہ الٹ ہی تھا۔ تمام بھائی غلام رسول شاہد صاحب کی بیعت کر رہے تھے اور ہم نے بھی بیعت کر لی۔ لیکن کوئی بھائی بھی مطمئن نہیں تھا۔ اس بیعت سے کچھ عرصہ بعد بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی وصیت کی کاپی کورٹ سے ملی۔ جو بانی سلسلہؒ نے محفوظ کرائی ہوئی تھی اس وصیت کو پڑھنے کے بعد مجازین کرام اور پرانے پیر بھائیوں کی اکثریت اکٹھی ہوئی جس میں مجازین کرام نے متفقہ طور پر جناب

محمد صدیق ڈار صاحبؒ کو شیخ سلسلہ توحیدیہ منتخب کیا اور تمام بھائیوں نے بیعت کی۔ جس کی اطلاع بھائی سید عاشق حسنین مرتضٰی شاہ صاحب کو ملی بھائی جان نے بھی قبلہ ڈار صاحب کی بیعت کر لی۔ قبلہ حضورؒ کو لسوڑی دورے کی دعوت دی جو قبلہ حضور نے قبول فرمائی قبلہ حضور لسوڑی تشریف لائے۔ لسوڑی حلقہ کے تمام بھائیوں نے قبلہ حضور جناب محمد صدیق ڈار صاحبؒ کی بیعت کی اور مجھے قبلہ حضور کی طرف سے بھی خادم حلقہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس کے بعد قبلہ حضور نے خط و کتابت کی اور مجالس کا سلسلہ شروع ہوا۔

قبلہ حضور اور اماں جی نے تو خدمت کی انتہا کر دی۔ جب بھی ہم قبلہ حضور سے ملنے نوکھر ضلع گوجرانوالا جاتے تو قبلہ حضور کے گھر قیام ہوتا انتہائی شاندار اہتمام سے کھانا ملتا۔ ہمارے اتارے ہوئے کپڑے دھلے ہوئے ملتے حتیٰ کہ ہماری ضروریات کا اتنا خیال تو ماں باپ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا جتنا قبلہ حضور کرتے۔ وعظ و نصیحت و حلقہ کی بہتری کیلئے تجاویز سب کچھ ڈسکس کرتے۔ بھائیوں کی دنیاوی ترقی کیلئے دعائیں بھی کرتے شروع شروع میں تو میں قبلہ حضور سے کہتا کشف و کرامات والی فقیری ہونی چاہیے۔ تب لوگ زیادہ راغب ہونگے جس پر قبلہ حضور دوسرے بھائیوں کو بھی بتاتے کہ عابد کبیر شاہ تو چاہتا ہے کرامتیں ہونی چاہیے اس کے جواب میں ایک دن قبلہ حضور نے مجھے کہا بیٹا اگر بغیر اصلاح کے فقیری لُٹانا شروع کر دیں تو ایسا ہے جیسے کسی بچے کے ہاتھ میں G3 رائفل پکڑا دیں اور وہ دس پندرہ آدمیوں کو پھڑکا دے۔ یہ تجربہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے کر کے دیکھ لیا تھا۔ جو بھی آیا اسے رنگ دیا جس کے نتیجے میں لوگوں نے اپنی طرف سے محنت چھوڑ دی بس اسی کے مزے لیتے رہے آخر وہ سب گھاٹے میں رہے۔

ایک روز میں نے قبلہ حضور سے کہا کہ اگر ہمارا مقابلہ کسی بزرگ یا ایسے شخص سے ہو جائے جو ہماری روحانیت سلب کرنا چاہتا ہو تو ہم کیا کریں جس کے جواب میں قبلہ حضور نے فرمایا اگر کبھی ایسا ہو تو اپنے مرشد کو اس شخص کے پیچھے تصور کریں اور اپنے مرشد سے فیض لینا شروع کر دیں۔ تو وہ شخص خود خالی ہو جائے گا۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

افغان جنگ لگی ہوئی تھی قبلہ حضور لسوڑی کے دورے پر تشریف فرما تھے میں نے سوال کیا افغان جنگ پر کس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے۔قبلہ حضور نے فرمایا آپ کی ڈیوٹی لگا دیں میں چپ ہوگیا۔قبلہ محمد یعقوب خان صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے فوراً بولے قبلہ حضور بچہ ہے اس سے غلطی ہوگئی ہے اسے معاف کردیں اس کی ڈیوٹی نہ لگائیں جس پر میری جان چھوٹی۔قبلہ حضرت فرمانے لگے یہ اوپر لیول کی باتیں ہیں مجھے سب پتا ہے جس جس کی ڈیوٹی ہے۔

ایک دفعہ میں نے سوال کیا قبلہ حضور ہم تو سیدھی سادھی اللہ اللہ کرتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں جو جادو ٹونے کرتے ہیں فصلیں باندھ دیتے ہیں۔ان کا مقابلہ ہم کس طرح کریں جس پر قبلہ حضور نے مجھے قرآنی آیات کا مجموعہ تیار کر کے دیا اور کہا کہ اگر کوئی فصلیں باندھتا ہے تو کھیت سے مٹی اٹھا کر اس پر دم کر کے کھیتوں میں بکھیر دیں اور اگر جن تنگ کرتے ہوں، خون کے چھینٹے مارتے ہوں پتھر یا کنکر مارتے ہوں تو پانی پر دم کر کے چھڑکاؤ کریں تو سب ٹھیک ہو جائے گا میں نے آج تک جسے بھی دم کر کے دیا ہے۔فائدہ ہوا ہے۔

قبلہ حضرت فرماتے تھے کہ اگر کوئی تکلیف میں ہے اور آپ اس کی تکلیف دور کر سکتے ہو یا بیماری سلب کر سکتے ہو تو کردو اور اسے محسوس بھی نہ ہونے دو کہ یہ سب تمہاری روحانی توجہ سے ہوا ہے۔صلہ اللہ پر چھوڑ دو۔

میرا پہلا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے بابا جان ڈار صاحب سے نام رکھنے کی درخواست کی تو قبلہ ڈار صاحب نے میرے بیٹے کا نام مطیع الرحمٰن رکھا۔جو ایک سال کے بعد خالق حقیقی سے جاملا۔ جس کے بعد ایک بیٹی مریم بخاری پیدا ہوئی۔بابا جان ڈار صاحب سے اولادِ نرینہ کی دعا کی درخواست کی۔قبلہ حضور ڈار صاحب نے خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس دفعہ بیٹا دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹے سے نوازا۔

30 جنوری 1994 کو قبلہ حضور ڈار صاحبؒ نے میرے نام خط میں تبلیغی کام کو بڑھانے کی تاکید کی کہ جس کو آپ حلقہ توحیدیہ میں شامل کرنا چاہتے ہوں اسے زبان سے

کہنے کی بجائے اسے غائبانہ توجہ دیں وہ خودبخو دسلسلہ میں شامل ہونے کیلئے راغب ہوگا۔

قبلہ حضورؒ حلقہ لسوڑی سید عاشق حسنین مرتضٰی شاہ کے گھر تھے بھائیوں کی مجلس لگی ہوئی تھی ۔گپ شپ خوب لگی تو میرے بڑے بھائی نے باباجی ڈار صاحبؒ سے درخواست کی کہ عابد کبیر شاہ اور ولایت شاہ کی شادی کیلئے دعا کر دیں ۔تو بابا جان نے دعا کر دی سب بھائی گھروں کو چلے گئے ۔ہم بھی اپنے گھر سونے کیلئے چلے گئے ۔گھر میں سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کے بعد تین عورتوں نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا جب دروازہ کھولاتو وہ اندر آ گئیں جو قریبی گاؤں سے آئی تھیں ۔ہمیں خوف محسوس ہوا کہ ہمارے مخالفوں کی کوئی سازش ہے ہم انہیں واپس گھر جانے کیلئے کہتے رہےاور وہ کہیں ہمارے ساتھ شادی کرلیں ۔ماردیں ہمیں واپس نہ بھیجیں صبح ہم نے قبلہ حضورؒ سے کہا کہ یہ ہمارے مخالفوں کے گاؤں کی ہیں ہمیں پھنسانا چاہتی ہیں قبلہ حضور نے ہنستے ہوئے فرمایا پھر دعا کیوں کرائی تھی ۔اس کے بعد قبلہ حضور نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو شر سے محفوظ رکھے گا ہم نے معززین کو بیچ میں ڈال کر انکوان کے والدین کے ساتھ بھیج دیا۔

ایک دفعہ ایک طالبعلم نے خط لکھا کہ میں نے BA کا امتحان دیا ہوا ہے دعا کریں میں پاس ہو جاؤں تو قبلہ ڈار صاحب نے واپسی جواب تحریر فرمایا کہ آپ پاس ہو جائیں گے۔ جب رزلٹ آوٹ ہوا تو وہ طالبعلم پاس تھا۔اور باقی اس کے سارے ساتھی فیل تھے۔

دُعائے مغفرت

راولپنڈی کے بھائی پیر خان توحیدی کی ہمشیرہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں

ان للہ و انا الیہ راجعون تمام بھائی مرحومین کی مغفرت کیلئے دعا فرمائیں

ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

(احمد رضا خان)

یہ غالباً 1991ء یا 92 کی بات ہے کہ ہم گوجرانوالہ کے نواحی گاؤں میں رہائش تھے اور چھٹیوں کے موقع پر سب بہن بھائی اپنے والد محترم کے ساتھ گاڑی میں گوجرانوالہ شہر اپنے ننھیال آرہے تھے راستے میں ایک پیر بھائی کلیم اللہ صدیقی کا گھر آتا تھا اور اس دن بابا جان ڈار صاحبؒ نے اپنے معمول کے مطابق انکے گھر آنا تھا اس وقت کوئی مرکز نہیں تھا اس لیے بابا جانؒ ہر ماہ کسی بھائی کے پاس تشریف لاتے جہاں سب بھائی اکٹھے ہوتے۔ محمد شفیق خان راقم الحروف کے والد کہنے لگے کہ پہلے بابا جان سے ملنا ہے پھر گھر چلیں گے۔ جونہی ہم نے مین روڈ سے گاڑی سائیڈ روڈ پر موڑی تو بالکل گاڑی کے سامنے ایک بزرگ جا رہے تھے انکی پشت ہماری طرف تھی مجھے آج تک یاد ہے کہ باباجیؒ نے سفید رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے اور ہاتھ میں کالے رنگ کا چھوٹا دستی بیگ تھا جس میں بابا جان کا غذات وغیرہ رکھتے تھے۔ میرے ابا کے کہے ہوئے جملے آج بھی میرے ذہن میں گونج رہے ہیں انہوں نے پچھلی سیٹ پر بیٹھی میری والدہ کو مخاطب ہو کر کہا" لوکاں دے مرید بساں تے، تے پیر گڈیاں تے آندے نیں، تے ویکھ ساڈے پیر بساں تے آرے نیں تے مرید گڈیاں تے بیٹھے نیں"۔ بابا جان سے میرا پہلا تعارف تھا۔ آپ کے ساتھ وابستہ چند یادیں اپنی سعادت اور بھائیوں کے استفادے کیلئے پیش خدمت ہیں۔

قبلہ ڈار صاحبؒ کی سنگت میں گزرے ہوئے لمحات میرے لیے سرمایہ دارین کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپؒ کی صحبت نے میرے اندر ایسی ایسی مثبت تبدیلیاں پیدا کیں کہ آج میں جب اپنی سابقہ حالت پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے مشکل سے یقین آتا ہے کہ میں ہی وہ بدلا ہوا انسان ہوں؟ لطف کی بات یہ ہے کہ تبدیلی کے اس عمل میں لمبی چوڑی تقریریں اور نصیحتیں قطعاً شامل نہیں بلکہ محبت اور صرف محبت اس تبدیلی کی بنیاد بنی۔ ایک دہائی سے زیادہ عرصے کی رفاقت کے دوران

صرف ایک دفعہ مجھے ذاتی طور پر اتنا کہا کہ "استغفار کی ایک تسبیح روز کیا کرو اس سے طبیعت میں نرمی پیدا ہوگی خصوصاً گھر والوں کیساتھ سلوک بہتر ہوگا"۔ بابا جان کی بھائیوں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ہر بھائی یہ سمجھتا تھا کہ جیسا تعلق محبت بھرا بابا جان کے ساتھ اسکا ہے کسی اور کا نہیں اور بابا جی مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی بھی یہی کیفیت ہوتی تھی ہر صحابی اپنے آپ کو اور اپنے رسول اکرم ﷺ کو سب سے خاص اور منفرد سمجھتا اسکے بعد سمجھ آئی کہ بابا جان کی ہم سے محبت چونکہ اللہ واسطے کی ہے اور حقیقت میں بابا جی ہم سے محبت کرتے ہیں نہ کہ ہم ہمارے اندر موجود محبت بابا جی کی محبت کا عکس ہے۔

پسندیدہ موضوعات:

اللہ کی محبت اور اس کے ذکر کی بات آپ کا سب سے اولین موضوع ہوتا اور اس موضوع پر جب آپ بات کر رہے ہوتے تو ایک خاص قسم کی مسکراہٹ آپکے چہرے سے جھلک رہی ہوتی۔ قرآن کی آیات کے حوالے بکثرت دیتے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم سناتے۔ اگر کوئی سیکھنے کا خواہشمند ہوتا تو بجائے کسی اور کو سپرد کرنے کے خود عملی طور پر ذکر نفی اثبات اور پاس انفاس کر کے سمجھاتے۔ کچھ عرصہ مرکز تعمیر ملت پر ہفتہ وار محفل ذکر کا بھی اہتمام ہوتا رہا۔ ایک دفعہ ذکر میں صرف بابا جی، میں اور مرکز پر کام کرنیوالا بچہ موجود تھے۔ بابا جان نے خود ذکر کروایا اور خود ہی شجرہ پڑھا اس دوران جو لطف میسر آیا خدا جانتا ہے اس کے بعد نہیں ملا۔

بابا جان کے پسندیدہ موضوعات میں سے دو باتیں آپکی ناساز طبیعت کو بھی ٹھیک کر دیتیں ایک تو آپؒ کے مرشد قبلہ عبدالحکیم انصاریؒ کا موضوع اور دوسرا ایئر فورس میں آپ کے ٹریڈ یعنی جہاز یا اسکے انجن کی باتیں۔ کئی بار ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کو بخار یا طبیعت میں بوجھل پن کی حالت میں دیکھا مگر جب قبلہ انصاری صاحبؒ کا تذکرہ چھڑا تو بس پھر ایک خاص سرشاری کی کیفیت آپؒ کے چہرے سے جھلکی اور آپکی باتوں سے یوں لگتا جیسے اب بھی بابا جی کو اپنے سامنے بیٹھا محسوس کر رہے ہیں۔ ایئر فورس سے متعلق اپنے شعبے کی بات شروع کرتے تو

بات گھنٹوں پر محیط ہوتی ۔اپنے ہاتھوں کے زاویوں اور پورے جسم کی حرکات سے مخاطب کو اس طرح سمجھاتے کہ اُسے موضوع کی بابت سیر حاصل آگہی ہوجاتی۔مثلاً ایک دفعہ بتایا کہ جہاز سے میزائل کیسے فائر ہوتا ہے ۔اگر پائلٹ کو ہنگامی صورتحال کی وجہ سے جہاز سے پیرا شوٹ کے ذریعے چھلانگ لگانی پڑ جائے تو کونسا بٹن دباتا ہے اور پھر اس کی کرسی کے نیچے لگا ہوا راکٹ کیسے کھلتا اور کیسے اُسی لمحے جہاز کا اُوپری ہڈ کھلتا ہے ۔پائلٹ جس سٹیرنگ سے جہاز کنٹرول کرتا ہے اس میں دائیں اور بائیں موڑتے وقت اس میں جو سختی ہوتی ہے وہ مصنوعی طور پر پیدا کی گئی ہوتی ہے وگرنہ تو ہائیڈرالک سسٹم کی بدولت اسٹیرنگ کو دائیں اور بائیں کرتے وقت کوئی احساس ہی نہ ہو، اور اگر جہاز کو Land یا Take off کروانا ہو دونوں سائیڈوں کے پروں میں موجود پچھلے حصوں کی اُوپر اور نیچے کی حرکت کیسے اس عمل کو ممکن بناتی ہے ۔غرض اپنی پوری سروس کے دوران لیبیا، کراچی، میانوالی، سرگودھا جہاں جہاں وقت گزرا اپنے کام کی تفصیلات آپ کو بہت اچھی طرح حفظ تھیں ۔میں جب بھی آپ سے آپ کے شعبے اور اس میں آپ کی Achievements کی باتیں سنتا تو میں آپکی اپنے شعبے سے محبت کا قائل ہو جاتا کہ کاش ہم بھی اپنے شعبے میں اسی طرح Perfect ہو سکیں ۔ان باتوں میں بھی مجھے قبلہ انصاریؒ کی تعلیم ہی جھلکتی محسوس ہوتی کہ آپؒ نے فرمایا ہے کہ اپنی ڈیوٹیاں تندہی اور امانتداری سے ادا کرو۔ایک دفعہ ایک بھائی نے باتوں کے دوران کہا کہ بابا جان کام کرنے کو کس کا دل کرتا ہے یہ تو مجبوریاں ہیں جس کی وجہ سے کام کرنا پڑتا ہے ۔اس بات پر بابا جان ڈار صاحبؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ یہ آپ نے کیا بات کی ہے اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ ہمارا دل کرتا ہے کام کرنے کو، لائیں کام ۔اس ایک فقرے میں معانی کا ایک جہان ہے اور اس سے آپکی زبردست commitment نظر آتی ہے ۔ یہ آپؒ کا ہی فیض ہے کہ میں جو کسی دور میں کام کو اپنے اُوپر بوجھ سمجھتا تھا اب حالت یکسر مختلف ہے اور اس رویے نے میرے لیے کام کرنے میں آسانی اور عزت کا راستہ آسان تر کر دیا ہے ۔ جب بابا جان مرکز تعمیر ملت پر مستقل رہائش کے لیے تشریف لائے تو اس وقت مرکز نیا نیا تعمیر ہوا تھا

آرائش وزیبائش باقی تھی ۔بابا جان نے کئی کام نہ صرف اپنی نگرانی میں کرائے بلکہ ضرورت پڑنے پر خود بھی کیے ۔آپؒ نے مختلف اوزار جمع کر کے ایک ٹول بکس بنایا ہوا تھا۔گھریلو استعمال کی چیزوں کو خراب ہونے پر آپ خود ہی انہیں صحیح کر لیتے ۔ایک دفعہ میں گیا تو آپ پنکھا صحیح کر رہے تھے ۔دوسری مرتبہ گیا تو دروازے کا لاک کھول کر بیٹھے ہوئے تھے ۔مرکز میں جو موجود لان کی صفائی بڑی باقاعدگی سے کرواتے ۔لان میں رکھنے کے لیے گملے منگوائے اور ایک سائیڈ پر سیمنٹ سے پختہ کیاریاں بنوائیں اور سالانہ اجتماع کے موقع پر انہیں سرخ اور سفید رنگ کرواتے ۔ اماں جی بتاتی ہیں آخری ایام میں آپ بمشکل برآمدے میں آ کر کرسی پر بیٹھتے ایک دفعہ میں نے دیکھا تو مجھے نظر نہ آئے باہر آئی تو کرسی کا سہارا لے کر لان کے آخری کونے میں پہنچے ہوئے تھے اور گھاس کٹوا رہے تھے ۔غرض بہت کم ایسا ہوا کہ راقم مرکز پر گیا ہو اور بابا جی کچھ نہ کر رہے ہوں۔ آپؒ کا معمول تھا کہ صبح ناشتے کے بعد اپنا ٹیبل باہر برآمدے میں لگواتے (جس کو آپ نے دفتر کا نام دے رکھا تھا) اور ظہر تک وہاں بیٹھتے۔ڈاک دیکھتے خطوط کا جواب لکھتے ۔آنے والے احباب سے ملاقات کرتے ،ضروری فون کرتے اور تحریری کام یا مطالعہ کرتے ۔قبلہ انصاری صاحبؒ کی کتب اکثر آپکی ٹیبل پر رہتیں ۔آپؒ کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ ملاقاتی بھائیوں کو خصوصاً مقامی بھائیوں کو بتاتے کہ آج فلاں آیا تھا یا فلاں بھائی کا فون آیا تھا۔اس مشق کا فائدہ یہ ہوتا کہ سننے والا متعلقہ بھائی سے Attachment محسوس کرتا ۔دوپہر کا کھانا کھا کر نماز کے بعد قیلولہ کرتے اور پھر عصر سے لیکر مغرب تک باہر لان یا برآمدے میں بیٹھتے ۔غرض یہ کہ کام کام اور بہترین انداز میں کام آپؒ کی شخصیت کا ایسا پہلو جو ہمارے لیے دارین میں کامرانیوں کے راستے کھول سکتا ہے ۔

سب سے بڑی کرامت:

جب میں آپکی زندگی کو سیرت کی روشنی میں دیکھتا ہوں تو آپکی سب سے بڑی کرامت ہے کہ آپ ہر حال میں اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کرتے ۔آپکا رویہ ہمیشہ اعتدال پر مبنی ہوتا۔ خوشی ہو یا غمی ہم نے آپؒ کو ہمیشہ بردبار ہی پایا۔ جب آپکے جواں سال داماد جناب افضل بٹ کو

ایک شقی القلب نے مسجد میں عین سجدے کی حالت میں سر پر لاٹھی کے وار کر کے شہید کر دیا تو مجھے آپکو مرکز سے ان کے گاؤں لے جانے کا اتفاق ہوا۔تمام راستے اور وہاں پہنچ کر جس صبر و استقامت کا مظاہرہ آپؒ نے کیا وہ کسی اللہ والے کا ہی خاصا ہوسکتا تھا۔(یہ وہ موقع تھا جب افضل بٹ اور خاندان بھر کی اُمیدیں رنگ لانے والی تھیں اور انکا بڑا بیٹا اُسامہ MBBS پاس کر چکا تھا۔اور دو چھوٹے بچے ابھی اپنی تعلیم مکمل کر رہے تھے)۔ان لمحات میں بابا جی مجھے میاں محمد بخشؒ کے اس شعر کی عملی تصویر نظر آ رہے تھے۔جو آپ اکثر سنایا کرتے تھے۔

جہاں دکھاں تے دلبر راضی اونہاں توں سکھ وارے

دکھ قبول محمد بخشا راضی رہن پیارے

اماں جی بتایا کرتی ہیں کہ اگر کبھی کوئی پریشانی کی خبر سنتے تو فوراً مصلٰی بچھا لیتے اور نوافل پڑھ کر اللہ تعالٰی سے گڑگڑا کر دُعائیں مانگتے۔مجھ پر ایک عرصہ ایسا گزرا کہ دُعا کی طرف بالکل رغبت نہ ہوتی بلکہ یوں لگتا جیسے یہ اللہ سے تعلق کی کمی کی علامت ہے جب اللہ سب کچھ دیکھ رہا اور جانتا ہے تو اس سے مانگنا کاہے کا جیسے کرے گا ویسے ہی ٹھیک ہے۔بہرحال اللہ کو منظور ہوا اور بابا جی کو فرماتے سُنا کہ ہم پر بھی ایسا وقت گزرا تھا مگر انصاری صاحبؒ فرمایا کرتے تھے ''اللہ سے مانگا کرو وہ خوش ہوتا ہے''۔بس اتنا سننے کے بعد یہ کیفیت جاتی رہی اور پھر آپ ﷺ کا اُسوہ یاد آ گیا کہ کونسا ایسا لمحہ ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے ربّ سے نہیں مانگا اور یقیناً یہی عبدیت کا اعلٰی ترین رویہ ہے۔اور یہی رویہ بابا جان ڈار صاحبؒ میں دیکھا ہر نماز کے بعد اور جب بھی کوئی دعا کے لیے آتا آپؒ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھاتے۔آپکا یہ رویہ دیکھ کر یہ سمجھ آئی کہ اصل کرامت ہر حال میں اور ہر معاملے میں اللہ کے رسول کی اتباع ہے۔اور یہ کرامت بابا جانؒ میں بہت ہی احسن طریقے پر پائی جاتی تھی۔مالی معاملات میں بھی آپ کا انداز بہت نپا تلا تھا۔ایک ایک پائی کا حساب رکھتے۔جب کسی کو کسی کام کے لیے رقم دیتے تو اُسکا پورا حساب رکھتے اور خصوصاً حلقہ فنڈ کے معاملے میں یہ احتیاط مزید بڑھ جاتی اگر کبھی مرکز پر دوسرے شہر سے کوئی بھائی

ملنے آتا تو اماں جی کی کوشش ہوتی کہ کم از کم دو کھانے پکائے جائیں تاکہ مہمان نوازی میں کمی نہ ہو
پین اور ڈائری ہر وقت اپنے پاس رکھتے۔ جب بھی میں کوئی سودا سلف لیکر جاتا تو ادائیگی کے فوراً
بعد ڈائری میں نوٹ کرتے اسی طرح جب کہیں سے فنڈ آتا تو فوراً نوٹ کر لیتے اور کہا کرتے کہ
یہ پیسہ بھائیوں کی امانت ہے۔ آپ کا یہ رویہ مجھے سورہ فرقان میں بیان کردہ آیت کے مصداق نظر آتا

والذین اذا انفقوالم یسر فوا ولم یقتروا و کان بین ذلک قواما○

"رحمٰن کے بندے وہ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ ہی
کنجوسی بلکہ ان دونوں کے درمیان والا رویہ اپناتے ہیں"۔

حسنِ انتظام

بابا جانؒ کی بہت بڑی خوبی آپکی Perfect Management تھی جس کی
ٹریننگ میں Air force کا بہت زیادہ ہاتھ تھا۔ اس کی بہترین مثال حلقہ توحیدیہ ہے کہ جب
آپ نے حلقے کی باگ ڈور سنبھالی اُس وقت حلقہ چند بکھرے ہوئے افراد کا نام تھا۔ ان افراد کو
حلقہ جات کی لڑی میں پرونا بہترین خادمانِ حلقہ کی ٹیم کا انتخاب اور تربیت، مجازین کا انتخاب،
فنڈ ریزنگ اور کوئی مرکز نہ ہونے کے باوجود حلقہ کی سرگرمیوں میں تسلسل اور بعد ازاں عظیم
الشان مرکز تعمیر ملت کی تعمیر اور ایک دہائی سے زیادہ عرصے تک اسکا بہترین نظم و نسق آپ کے وژن
اور بہترین صلاحیت کی مثالیں ہیں۔ مرکز پر ہونے والے ماہانہ اجتماعات اور خصوصاً سالانہ اجتماع
کی تمام تر نگرانی آپ خود کرتے اور چھوٹے سے چھوٹے معاملے سے باخبر رہتے۔ جب میں کوئی
چھوٹی موٹی چیز لے جاتا تو اس کے پیسے وصول کرنے میں لیت و لعل کرتا تو مجھے سمجھاتے کہ حساب
حساب ہے اس میں کوئی شرم نہیں جتنے پیسے لگے ہیں اتنے ضرور لیں۔ بعد ازاں میں جب بھی
آپ کے کہنے پر کوئی چیز لاتا اور اسکے پورے پیسے بتاتا تو خوش ہوتے کہ یہ رویہ اچھا ہے حساب
ٹھیک رہتا ہے۔ آپؒ نے کبھی سفر پر یا ڈاکٹر کے پاس جانا ہوتا یا کسی کو وقت دیا ہوتا تو سب تیاری
اور بندوبست پہلے سے کر کے رکھتے جس بھائی نے مرکز سے گاڑی پر لیجانا ہوتا، جنہوں نے اگلے

شہر میں ریسیو کرنا ہوتا جنہوں نے گاڑی کی ٹکٹیں لینی ہوتیں ان تمام بھائیوں کو وقت سے خاصا پہلے مطلع کرتے۔ سالانہ اجتماع 2013ء کے انتظامات کے لیے پہلی دفعہ ریاض صاحب کی ڈیوٹی لگائی گئی اس سے پہلے سارا انتظام بھائی جان طالب صاحب کرتے تھے جو عمرہ کے سلسلہ میں گئے ہوئے تھے، تو میری ڈیوٹی بھی ساتھ لگ گئی۔ بعد میں جب آپ کو Report دینے کی باری آئی تو انتظامات کے سلسلے میں پائی گئی چند کوتاہیوں کا ذکر ہوا تو میں نے عذر پیش کیا کہ فلاں بھائی کی ڈیوٹی لگائی تھی انہوں نے کوتاہی کی وغیرہ وغیرہ تو آپ نے کوئی بھی بات سننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ You are the only responsible جب آپ کی ڈیوٹی لگ گئی تو صرف اور صرف آپ ذمہ دار ہیں یہ کہہ کر جان نہیں چھڑائی جا سکتی کہ فلاں نے نہیں کیا اور فلاں نے کیا۔ یہ سب کام آپ کی Responsiblity تھی کوئی کرے یا نہ کرے۔"

آپؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "لڑائی کے بعد جو مکا یاد آئے اسے اپنے منہ پر مار لینا چاہیے"۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ Administrator کو ذرا سخت ہی ہونا چاہیے ورنہ کام نہیں چلتا حضرت عمر فاروقؓ کی گورنس کی مثال بھی اس ضمن میں دیا کرتے کہ حکومت کمزور دل کے لوگوں کے بس کی بات نہیں یہاں کوئی جٹ یا بٹ ہی وارا کھاتا ہے۔"

آپؒ کے معمولات

قرآن پاک کا مطالعہ آپ کا روزانہ کا معمول تھا اور عموماً صبح ہی تلاوت کرتے پہلے عربی تلاوت اور بعد میں ترجمہ کے ساتھ، یہی وجہ ہے کہ آپ کے پاس اچھی خاصی تعداد میں ایسی ڈائریاں موجود تھیں جن میں آپ نے مختلف موضوعات کے تحت آیات کو جمع کیا ہوا تھا۔ دوران مطالعہ جو آیت کسی خاص موضوع کی ہوتی اسے اپنی ڈائری میں نوٹ کرتے اور بعد میں اپنی مختلف تحریروں میں ان ڈائریوں سے دیکھ کر حوالے دیتے۔ ایک دفعہ میں صبح صبح مرکز گیا تو بابا جان کمرے کے بالکل دروازے میں سامنے چھوٹی ٹیبل رکھ کر قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے اور بہت مستغرق تھے جونہی میں نے سلام کیا تو چونک پڑے اور آنکھیں اٹھا کر میری طرف

دیکھا۔آپ کی آنکھوں کا ایسا رنگ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ایسا لگتا تھا کہ کوئی بہت ہی خاص الخاص کیفیت ہے۔پیر کرم شاہؒ کی تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی تعریف کیا کرتے تھے قرآن پاک کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔حلقۂ توحیدیہ کے نصاب کے مطابق روزانہ کا ذکر پابندی سے کرتے اور اگر کسی بھائی کے لیے پانی دم کرنا ہوتا تو ذکر کے بعد کرتے اور پانی کی بوتل رات کو ہی اپنے مصلے کے سامنے رکھ لیا کرتے تھے۔ناشتے کے بعد ظہر کی نماز تک برآمدے میں ''دفتر'' لگا کر بیٹھتے اور حلقے سے متعلقہ امور نپٹاتے دوپہر کے کھانے کے بعد عصر کی نماز تک آرام کرتے اگر کبھی کوئی بھائی اس وقت آجاتا تو اس سے مل لیتے اگر کوئی فون پر اس وقت آنے کی اجازت مانگتا تو اسے عصر کے بعد آنے کا کہتے۔عصر سے مغرب تک پھر باہر آکر بیٹھتے۔مغرب کی نماز کے بعد ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھتے۔میری خالہ جان نے ایک ہزار دانوں پر مشتمل تسبیح آپ کو دی جس پر آپ بہت خوش ہوئے اور روزانہ اسی تسبیح پر درود شریف پڑھتے۔مغرب کے بعد کھانا جلد ہی کھا لیتے اور بعد میں کچھ دیر ٹی وی پر خبریں وغیرہ بھی سنتے۔

آپ جمعہ کا خاص اہتمام کرتے تھے۔مجھے تقریباً تین سال تک آپ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل رہی۔جمعہ کو میں اپنی ڈیوٹی سے چھٹی کر کے ایک بجے مرکز پہنچتا تھا اور نماز کا وقت 1:30 تھا۔بابا جان میرے پہنچنے سے پہلے اجلے کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر کرسی پر بیٹھے ہوتے اور تسبیح پر درود شریف پڑھ رہے ہوتے آپ کے کمرے میں بہت ساری تسبیحاں لٹکی ہوتی تھیں جو مختلف بھائیوں نے آپ کو دی تھیں۔آپ باری باری سب تسبیحاں استعمال کرتے۔موٹر سائیکل پر میرے پیچھے بڑی دقت کے ساتھ بیٹھتے،آپ کا دایاں پاؤں سن ہو جاتا تھا۔اور ایسا عموماً اس وقت ہوتا تھا جب وہ حرکت میں ہوتا جب آپ بیٹھتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔اکثر اوقات جوتے کو آپ کے دائیں پاؤں میں زور دے کر پھنسانا پڑتا کیونکہ وہ سوج جاتا تھا۔وحید کالونی میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کے امام خطیب اور بانی ایک عالم فاضل آدمی جناب مولانا الیاس اظہر الازہری ہیں۔بابا جان وہیں جمعہ پڑھتے اور کہتے کہ چاہے ہم جلدی پہنچیں یا دیر سے

فرسٹ ہم نے ہی آنا ہے کیونکہ مسجد چھوٹی ہے اور وہاں چند افراد ہی جمع پڑھتے ہیں اور وہ بھی لیٹ آتے ہیں۔ مسجد میں پہنچ کر آپ سب سے پہلے برآمدے میں سنتیں ادا کرتے۔ پھر اندر آ کر بیٹھتے تو مولوی صاحب خطاب شروع کرتے آپ اپنی جیب میں موجود تسبیح نکالتے اور مسلسل آدھا گھنٹہ یا جتنی دیر وعظ چلتا درود شریف پڑھتے۔ دوران وعظ مولوی صاحب کی کسی بات پر سبحان اللہ ''بھی اونچی آواز میں کہتے''۔ اگر کبھی علامہ صاحب نے کہیں جانا ہوتا تو بابا جان کو پہلے مطلع کر جاتے کہ بابا جی میں جا رہا ہوں جمعہ کی نماز آپ نے پڑھانی ہے۔ آپ نے ایک ڈائری میں جمعہ کا عربی خطبہ لکھ رکھا تھا۔ اس دن وہ ڈائری ساتھ لے جاتے اور جس موضوع پر بات کرنی ہوتی وہ آیت بھی تحریر کر کے ساتھ لے جاتے۔ فرض نماز کے بعد دو سنتیں اور دو نفل ضرور ادا کرتے۔ میں نے دیکھا کہ بابا جان نماز کے بعد دعا ضرور مانگتے۔ اگر کبھی کوئی بھائی دعا کے لیے کہتا تو فون بند کرتے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیتے۔ نماز جمعہ سے واپسی پر مرکز کا گیٹ آپ کی ہدایت کے مطابق خادم پانچ منٹ پہلے ہی کھول دیتا۔ پہنچ کر سب سے پہلے کھانا کھاتے اور اس دوران چھوٹی موٹی بات کرتے رہتے۔ عموماً ایک روٹی ہی تناول فرماتے ایک دفعہ کہنے لگے کہ اب تو ہم کھانے میں بھی توحید کے قائل ہو گئے ہیں کہ صرف ایک روٹی ہی کھاتے ہیں۔ ہمیں تو کھانا کھانے کا طریقہ بھی بابا جان سے سیکھنے کو ملا۔ چپاتی آپ اپنے دائیں سائیڈ پر رکھتے اور سالن بائیں سائیڈ پر اور صرف ایک ہاتھ کو کھانے کے لیے استعمال کرتے۔ بایاں ہاتھ کھانے میں استعمال نہ کرتے، کھانے کے بعد میٹھا لیتے یا موسمی پھل۔ آپ کو خوش خوراک کہا جا سکتا ہے۔ آخری دنوں میں ڈاکٹر حضرات نے کھانے والی بیشتر اشیاء پر پابندی لگا دی اور صرف پرہیزی کھانے کی اجازت دی تو آپ نے کہا کہ لگتا ہے کہ اب میرا دانہ پانی ختم ہو گیا ہے۔ گرمیوں میں جب بھی ٹھنڈا پانی پیتے تو ''سبحان اللہ'' ضرور کہتے اور اسے بہت بڑی نعمت شمار کرتے۔ جوانی میں آپ کسرت بھی کرتے رہے۔ بتاتے تھے کہ ایک دفعہ ائیر فورس کی ملازمت کے دوران اپنی یونٹ میں کسی ساتھی کے ساتھ زور آزمائی کر رہے تھے کہ اس کا بازو کندھے سے اتر گیا تو اسے سائیکل کے پیچھے بیٹھا کر چپکے سے کسی

پہلوان کے پاس لے گئے اور اس کا بازو چڑھوایا۔ایک دفعہ ملتان گئے تو امین شاہ صاحب نے پر تکلف کھانے کا اہتمام کر رکھا تھا۔بٹیرے، مچھلی، مرغ، مٹن سب کچھ موجود تھا تو بابا جی نے فرمایا لو بھائی! تینوں افواج سلامی کے لیے موجود ہیں (یعنی سمندری، بری، اور فضائی)۔ انصاری صاحبؒ کی برسی اور یوم ولادت کے حوالے سے پروگرام کا انعقاد ضرور کرتے اور اس موقع پر ہدایت کرتے کہ بابا جی کی پسندیدہ مٹھائی حور کے کنگن (امرتی) ضرور لائیں۔بابا جی بہت جدت پسند تھے۔آپؒ نے موبائل کے فنکشن بڑے شوق سے سیکھے۔

عمومی رویے:

کئی بھائیوں کے گھر اولاد نہ ہونے پر بابا جی نے دعا کی اور اللہ کے کرم سے اولاد ہوئی اس طرح کئی بھائیوں کے مسائل حل ہوتے تو بھائی ان واقعات کا ذکر دوسرے لوگوں سے بھی کرتے۔آپ اکثر فرماتے کہ جو کام ہو جاتے ہیں ان کا تو سارے بڑھ چڑھ کر ذکر کرتے ہیں مگر جو کام نہیں ہوتے ان کا ذکر بھی ہونا چاہیے۔مثلاً ہمارے ایک بھائی کے ہاں تین بیٹیاں تھیں آپ نے ان کے لیے خصوصی دعائیں کیں دم کر کے دیئے مگر چوتھی دفعہ بھی بیٹی ہی پیدا ہوئی۔ اس واقعے کا ذکر کر کے کہتے کہ یہ بھی سب کو پتہ ہونا چاہیے کہ ایسا بھی ہوتا ہے۔کام کرنے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔کسی بندے کی مجال نہیں کہ وہ کوئی کام کر سکے۔ہمارا کام تو دعا کرنا ہے۔ اس طرح اپنے مریدین کے تصورِ توحید کی اصلاح کرتے۔میں نے اللہ کی بات کرتے ہوئے بابا جی کو کبھی جھکتے یا اکتاتے نہیں دیکھا۔کبھی کبھی ذکر نہ کرنے اور اصلاح کی کوشش میں کمی پر سرزنش کرتے۔مگر ایسا بہت کم ہوتا عموماً محبت سے ہی ترغیب دلاتے۔ایک دفعہ کہنے لگے کہ یہاں تو کئی کام کرنے پڑتے ہیں۔سب سے پہلے دل پیدا کریں۔پھر درد دل پیدا کریں۔ پھر بعد درد دل کی دوا بھی خود ہی دیں۔

آپ کا روحانی توجہ دینے کا انداز منفرد تھا آپ نے کبھی کسی کو کہہ کر توجہ نہیں دی یا خاص زاویے سے بیٹھ کر یہ کام نہیں کیا۔مخاطب سے بات کرتے جاتے مگر قلبی دھیان برابر اس کے دل

کی طرف رہتا اور اسے لطیف سی توجہ دیتے رہتے۔مخاطب میں سے جس کا دل حاضر ہوتا اس کی طرف زیادہ دھیان کرتے۔بابا جان کی توجہ اتنی ہلکی اور لطیف تھی کہ کئی سال گزرنے کے بعد اس کا احساس ہوا۔مگر پر اثر اتنی ہے کہ انسان کی بنیادوں سے تبدیلی کا آغاز کرتی۔ایسا بہت کم دیکھا کہ خاموش ہو کر کسی کی طرف دھیان کریں مگر جب ایسا کرتے تو بعض اوقات آنکھیں بند کر لیتے اور زیادہ تر کھلی رکھتے۔اور آپ کا بایاں ابرو چند ثانیوں کے لیے ہلتا۔پھر آپ دوبارہ بات چیت میں مشغول ہو جاتے۔مگر کبھی بھائیوں کے آگے کھانا لگ چکا ہوتا اور آپ کی اجازت درکار ہوتی کہ کھانا شروع کیا جائے تو آپ چند منٹ بات جاری رکھتے۔اور میرا قوی گمان ہے کہ آپ کھانے کی طرف توجہ کرتے تھے اسی طرح کبھی مٹھائی پڑی ہوتی تو بھی ایسا ہی کرتے۔کیونکہ کھانے والی چیز پر کی جانے والی توجہ زیادہ پر اثر ثابت ہوتی ہے۔

کبھی نعت سننے کا اتفاق ہوتا تو زیادہ نعتیں نہ سنتے بلکہ ایک آدھ نعت بڑے انہماک اور پریم کے ساتھ سنتے۔جب آپ مرکز پر آئے تو ایک ٹیپ ریکارڈر ساتھ لائے اور قوالیوں کی چند کیسٹیں جو کبھی کبھی سنتے مگر بعد میں یہ شغل صرف سالانہ اجتماع کی حد تک محدود ہو گیا۔اجتماع کے موقع پر قوالوں کے لیے خاص ہدایت تھی کہ ایک حمد اور نعت کے بعد ہجر و وصال پریم اور پینے پلانے کی بات ہو۔میں نے ایک آدھ دفعہ سے زیادہ آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھے۔آپ کی تنہائی کے متعلق اماں جی بتاتی ہیں کہ اکثر رات کو مصلے پر رو رو کر دعائیں مانگتے تھے۔ذکر کی محفل کے بعد عموماً بھائی آپ کی محبت میں آپ کی ٹانگیں دبانے کے لیے لپکتے اگر تو آپ کا موڈ بات چیت کا ہوتا یا زیادہ بھائی بیٹھے ہوتے تو آپ انہیں منع کر دیتے اور بعض اوقات اجازت دے دیتے۔آپ کی ٹانگیں اور کندھے اتنے سخت تھے کہ جیسے کسی پہلوان کے ہوں اور دبانے والے کا ہاتھ اس میں نہیں کھبتا تھا۔بلکہ جیسے جیسے اندر کی طرف زور لگایا جاتا انگلیاں ویسے ویسے واپس پلٹتی تھی۔میرے خیال میں اسکی وجہ انوار و تجلیات کا کثرت سے نزول بھی ہو سکتا ہے۔بات کے دوران قرآن پاک، احادیث، تاریخی واقعات، علامہ کے فارسی اور اردو اشعار کا کثرت سے

استعمال کرتے ۔علامہ اقبال کے کلام کا اچھا خاصہ حصہ آپ نے اپنی ذاتی ڈائریوں میں جمع کر رکھا تھا۔انگریزی محاورے اور جملوں کا استعمال بھی خوب کرتے تھے چونکہ آپ لیبیا میں رہے تو آپ نے وہیں عربی کا ہلکا پھلکا استعمال بھی سیکھ لیا اور عربی زبان کے اصول وضوابط سے کافی حد تک آگاہ تھے مجلّہ فلاحِ آدمیت میں عربی گرائمر کی کئی اقساط ''پیارے رسول کی پیاری زبان'' کے نام سے تحریر کیں ۔آپ کا کہنا تھا کہ عربی ہم سب کی مادری زبان ہے کیونکہ یہ ہماری ماؤں یعنی امہات المومنین کی زبان ہے ۔آپ کی زندگی سے میں نے سب سے زبان متاثر کن چیز ''عمل'' سیکھا۔آپ کی دعا میں ہمیشہ یہ لفظ شامل ہوتے۔''اللہ ہمیں قرونِ اولیٰ جیسے مسلمانوں کا سا ایمان اور قوتِ عمل نصیب فرما''۔'' آپ نے کبھی نہیں کہا کہ یااللہ کافر ملک کو تباہ کردے ۔آپ اس آفاقی اصول سے آگاہ تھے کہ یہ دنیا دارالعمل ہے جو کرے گا سو پائے گا اسی جملے میں آپکی زندگی کی پوری فلاسفی نظر آتی ہے۔آپ اکثر کہتے کہ جو Deserve کرتا ہے کہ اسے ہی دنیا کی قیادت ملے گی ۔آپ بھی اچھے مسلمان مومن بن جاؤ عمل کرو پھر آؤ۔دیکھو کیسے طاقت نہیں ملتی۔ آپ اپنی دعا میں اللہ اور اسکے حبیب کی سچی محبت کے حصول کی دعا ضرور مانگتے۔قبلہ انصاری صاحبؒ کا حوالہ دیتے کہ ''اگر کوئی بھائی کہتا کہ باباجی دعا کریں کہ نماز پڑھوں تو آپ کہتے کہ اختیاری فعل کے لئے کوئی دعا نہیں۔اللہ نے قوت دی ہے صحت دی ہے سارے اسباب موجود ہیں کا ہے کی دعا''یعنی عمل کرو عمل چلے کاٹ کر من وسلویٰ کی تلاش میں نہ رہو عملی میدان میں آؤ۔ آپکی دعا میں شامل اس جملے نے بھی بہت سکھایا کہ ''اللہ رزق حلال وسعت اور سہولت کیساتھ عطا فرما''یعنی ایک جملے میں کتنی فصاحت ہے،سبحان اللہ۔جائز ذریعہ آمدن بھی مانگا اور ایسا کہ جس میں آسانی ہو۔حلال روٹی تو ایک مزدور بھی کماتا ہے جو صبح سے شام تک سخت تیز دھوپ میں کام کرتا ہے ۔مگر آپ سہولت مانگتے اور ساتھ وسعت بھی اکثر فرماتے کہ آدھے سے زیادہ دین تو روپے پیسے پر Depend کرتا ہے۔زکوٰۃ تبھی دو گے جب پیسے ہوں گے۔حج تبھی کرو گے جب مال ہوگا۔روزے تبھی افطار کروا سکو گے جب صاحب استطاعت ہو گے۔جہاد بھی مال کے

بغیر مشکل ہے اس ضمن میں بابا جان انصاریؒ کا حوالہ دیتے کہ "خوب کماؤ خوب کھاؤ اور خوب اللہ اللہ کرو" ایک دفعہ کافی نامور دانشور سے خط و کتابت رہی۔موصوف کا کہنا تھا کہ غریب کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے ایک حدیث مبارکہ کی رو سے غریب امیر مسلمانوں سے 500 سال سے پہلے جنت میں جائے گا۔بابا جی نے انہیں خط کے جواب میں لکھا۔یہ بات بالکل ٹھیک ہے مگر جس طرح ہوائی جہاز لیٹ ہونے پر VIP مسافر اپنے VIP Loung میں انتظار کرتے ہیں اور وہاں انہیں ہر طرح کی سہولت میسر ہوتی ہے اس طرح جو مومن ہوگا اسے اس عرصے میں بھی اللہ بہترین نعمتیں اور سہولتیں عطا فرمائے گا۔اصل میں آپکا موقف یہ تھا کہ اس روپے نے ہمیں عمل سے دور کر دیا ہے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا قائل کر لیا ہے۔پہلے ہی مسلمان کون سے امیر ہیں؟ پوری دنیا کے مسلمان ممالک کی کمائی جاپان کے مجموعی بجٹ سے کم ہے یہ ہے ہماری امارت؟ اگر باطل کا مقابلہ کرنا ہے تو اسکے لیے ایمان علم اور پیسہ چاہیے۔کہتے تھے کہ مولوی صاحبان اکثر قرآنی حوالہ دیتے ہیں کہ مال فتنہ ہے یہ نہیں بتاتے کہ اللہ نے مال کے ساتھ اولاد کو بھی فتنہ کہا ہے اور یہ فتنہ تو مولویوں نے بکثرت اپنے گھروں میں جمع کر رکھا ہے اسکے متعلق انکا کیا خیال ہے؟ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر وہ ہوتا ہے جو نہ طمع کرے نہ جمع کرے اور جو اپنے آپ آئے اسے منع نہ کرے۔

بابا جانؒ بیماری میں علاج کے بہترین ذرائع استعمال کرنے کے قائل تھے فرمایا کرتے تھے "دوائی نہ کھانا کفران نعمت ہے اور یہ سمجھنا کہ صرف دوائی آرام دے گی کفر ہے" یعنی اللہ نے اس عالم اسباب میں دوا کو علاج کا ذریعہ خود بنایا ہے اس لحاظ سے یہ ایک نعمت کا درجہ رکھتی ہے اور اس میں اثر رکھا ہے اس لیے آرام اور شفاء درحقیقت اللہ دیتا ہے۔جن علاقوں میں ادویات اور جدید طریقہ علاج کی سہولیات نہیں مثلاً افریقہ کے پسماندہ علاقوں یا جنگلوں بیابانوں میں رہنے والے لوگوں کو اللہ شفا نہیں دیتا؟ دیتا ہے اور انکے لیے اسباب اس علاقے میں پیدا ہونے والی بوٹیوں وغیرہ میں رکھ دیتا ہے ہم شہروں میں رہتے ہیں اور یہاں جدید ترین تحقیقات سے ادویات

تیار کی جاتی ہیں اس لیے ہمارے لیے شفاان ادویات میں رکھی ہوتی ہے۔

اکثر بھائی مختلف قسم کے نسخے، دیسی ادویات، ہومیو پیتھک دوایاں گولیاں وغیرہ لے آتے کہ باباجی یہ دوا جوڑوں کے درد کی ہے یہ شوگر کی پھکی ہے یہ سوجن کم کرنے والی ہے۔ یہ بلغم ختم کرتی ہے وغیرہ وغیرہ تو باباجی وہ ادویات رکھ لیتے اور ان میں سے کبھی کبھی استعمال بھی کر لیتے اور اپنی ڈائری میں وہ نسخہ نوٹ کر لیتے ٹی وی یا اخبارات میں کسی حکیم یا ڈاکٹر صاحب کا نسخہ دیکھتے تو اسے بھی استفادے کے خیال سے نوٹ کر لیتے اور کسی بھائی کو بوقت ضرورت ضرور بتاتے آپ کو سردیوں میں خصوصاً بلغم کی شکایت ہوجاتی تھی تو مجھ سے ''اطریفل اسطخو دوس'' کی معجون منگواتے اور اسکی بڑی تعریف کرتے کہ اس دوائی کو دماغ کا جھاڑو کہتے ہیں دماغ میں موجود فاسد مادوں کو بہت اچھی طرح صاف کرتی ہے اسے باباجی انصاری صاحب بھی استعمال کرتے تھے۔اماں جی چونکہ دل کی مریض ہیں۔انکے لیے ہمدرد کا ''خمیرہ ابریشم حکیم ارشد والا'' ہر ماہ باقاعدگی سے منگواتے کہ یہ دل اور دماغ کے لیے بہت ہی مفید ہے۔آپ کے پاس چھوٹی موٹی تمام بیماریوں کے لیے مناسب ادویات موجود ہوتیں۔

خواتین سے سلوک:

باباجان عورتوں کی بہت حوصلہ افزائی فرماتے اگر کبھی کوئی بہن آتی تو اسے اللہ اللہ کرنے کی تلقین بہت بہترین پیرائے میں کرتے۔آپ نے حلقے کی تعلیم کو خواتین تک پہنچانے میں کافی سرگرمی دکھائی یہی وجہ ہے کہ حلقہ میں خواتین کی تعداد اچھی خاصی ہے۔آپ نے مرکز میں خواتین کے لیے علیحدہ سے پروگرام کا انعقاد کرنا شروع کیا جسے LADIES DAY کا نام دیا۔جو عموماً فروری یا مارچ میں اتوار کے دن ہوتا مقامی حلقہ جات کے بھائیوں کو ہدایت کی جاتی کہ اس دن صرف شادی شدہ حضرات ہی اپنی خواتین کے ہمراہ تشریف لائیں۔بھائی باہر بیٹھ جاتے اور باباجان خواتین میں وعظ و نصیحت فرماتے۔آپؒ کی بات چیت کا مرکزی خیال یہ ہوتا کہ عورتوں کے پاس گھروں میں وافر وقت ہوتا ہے اس میں انہیں خوب اللہ اللہ کرنی چاہئے اور

اسکے بعد اپنے شوہر کی خدمت کو عبادت سمجھ کر سرانجام دینا چاہیے آپکے مطابق عورتوں کے لیے جنت حاصل کرنا بہت آسان ہے انکا سلیبس مختصر ہے صرف چند فرائض یعنی نماز اور روزہ ادا کرنا ہے اور وہ بھی بعض مجبوریوں میں معاف ہے ۔باقی اپنے چند رویوں یعنی چغلی ۔حسد اور بغض وغیرہ سے پرہیز کرلیں تو جنت مل جائے گی ۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو گھروں میں مفلوج کر کے بٹھا دینا ٹھیک نہیں عورتیں ہماری آبادی کا نصف سے بھی زیادہ ہیں اگر ہم اپنی نصف آبادی کو بیکار کردیں گے تو ترقی نہیں ہوسکتی ہے انکو اعلیٰ تعلیم دلوانی چاہیے تا کہ یہ آنیوالی نسل کو بہتر انداز میں پروان چڑھا سکیں آپؒ بابا جان انصاری صاحبؒ کا حوالہ دیتے کہ چند شعبے صرف عورتوں کے لیے مخصوص ہونے چاہئیں جہاں وہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرسکیں ۔آپ اختلاط مرد وزن کے مخالف تھے ۔آجکل یورپ کی نقالی میں ہم نے عورتوں کو ہر شعبے میں گھسیٹنا شروع کردیا ہے جس سے نہ صرف عورتوں کی عزت وعصمت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں بلکہ ہمارا معاشرہ اور خاندانی نظام اخلاقی انحطاط کا شکار ہوگیا ہے ۔آپ فرماتے تھے کہ اللہ نے عورت کا جسم اور جذبات مرد سے مختلف بنائے ہیں عورت وہ سخت جسمانی کام نہیں کرسکتی جو ایک مرد کرلیتا ہے اور مرد ان نرم جذبات کا حامل نہیں ہوسکتا جنکی حامل ایک عورت ہوتی ہے ان نرم جذبات کی وجہ سے ہی اپنی اولاد کی پرورش اپنی جان مار کر کرتی اور نسل انسانی کی بقا کا ذریعہ بنتی ہے ۔اس ضمن میں آپ امریکہ کی فوج کا حوالہ دیتے کہ انہوں نے فوج میں عورتوں کو بھرتی تو کرلیا ہے مگر انکو فرنٹ لائن یعنی جنگ کے میدان میں لے جانے کا تجربہ ناکام ثابت ہوا ہے کہ ایک عورت دشمن کو قتل کرنا اور اس کو تڑپتا دیکھنا، لاشوں کے ڈھیروں میں بیٹھنا اور وقت گزارنا AFFORD نہیں کرسکتی ۔اس لیے انہوں نے ان عورتوں کو مختلف قسم کے دوسرے کاموں میں لگایا ہے جو جنگ کے میدان کے علاوہ ہوتے ہیں ۔

خانگی معاملات میں رویہ:

باباجان ایک کامل روحانی مرشد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک IDEAL والد بھی تھے آپ نے اپنے دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے بچوں کی پرورش بہترین طریقے پر کی۔گھر کےتقریباً سب معاملات اماں جی کے سپرد کرر کھے تھےایک دفعہ آپ نے فرمایا''گھر تو عورتیں ہی بناتی ہیں اگر یہ کام عورتیں نہ کرتیں تو مرد حضرات جنگل میں درختوں پر قیام پذیر ہوتے مرکز میں بھی آپ اندرونی معاملات کے لیے مخصوص رقم ماہانہ اماں جی کے حوالے کردیتے اور پھر اماں جی جانیں اور انکا کام۔کچن چلانا ہے،فلاں چیز منگوانی ہے،سلنڈر بھروانا ہے،مہمان آرہے ہیں،آج جمعہ ہے باباجان کا سوٹ پریس کرکے ہینگر پر لٹکانا ہے،جوتا پالش کرنا ہے،مفلر نکالنا ہے ٹوپی دھونی ہے،سفر پر جانے کے لیے بیگ تیار کرنا ہے یہ سب کام اماں جی خود کرتیں۔باباجان نے خانگی معاملات میں اگرچہ انہیں آزاد رکھا تھا مگر یہ آپکی انتظامی بصیرت تھی کہ انہیں،بچوں اور رشتہ داروں کو حلقہ میں کسی حوالے سے بھی دخل اندازی کا موقع ہی نہیں دیا۔میں نے آپ کو بیٹیوں سے بیٹوں کی نسبت زیادہ پیار کرتے ہوئے دیکھا ہےخصوصاً آپ اپنی بڑی صاحبزادی باجی شگفتہ سے بہت پیار کرتے مجھے اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ فقیر چونکہ ہر رشتے کو خدا کی نسبت سے دیکھتا ہے اور باجی حلقہ سے محبت رکھتی اور ماہانہ اور سالانہ اجتماعات میں جی جان سے بھائیوں اور بہنوں کے آرام کا خیال رکھتی ہیں اسی نسبت سے آپ ان سے خاص الفت رکھتے۔سب سے بڑے نواسے اسامہ افضل جو کہ MBBS کے بعد PAK ARMY میں بحیثیت کیپٹن ڈاکٹر جوائن کرچکے ہیں۔

جب کبھی آپکے پوتے یا نواسوں وغیرہ کے امتحانات ہوتے تو آپکی ہدایت تھی کہ امتحان سے پہلے بتانا ہے تاکہ دعا کی جائے اور آپکا فہم کھلے،سبق یاد ہوجائے اور پیپر اچھا Attempt ہو آپ کہتے تھے کہ امتحان دیکر دعا کے لیے کہنا کیا فائدہ دے گا؟اب تو جو ہونا تھا ہوگیا۔آپکے اس

فقرے میں دعا کی عملی حیثیت کا ایک بہترین پہلو چھپا ہوا ہے۔آپ اپنی پنشن تین چار ماہ کے بعد لینے جاتے تو اس میں سے اپنے پوتوں وغیرہ کیلئے تحائف لیتے انکی دعوت کرتے۔امتحان میں کامیابی پر تحائف کی صورت میں انکی حوصلہ افزائی کرتے۔آپ کے پوتے عبدالصبور کا بچپن آپ کی نگرانی میں گزرا۔باباجی کہتے تھے کہ بچوں کو پانچ سال کی عمر کے بعد اسکول بھیجنا چاہئے۔تا کہ اسکی جسمانی صحت اچھی ہو جائے۔اور جسم و دماغ بھی اس قابل ہو جائے کہ پڑھائی کا دباؤ برداشت کر سکے اور اپنے کلاس فیلوز سے ممتاز ہو۔آپ عبدالصبور کولیکر صبح ناشتے کے بعد گھر کی چھت پر چلے جاتے اور اپنے کام کے ساتھ ساتھ اسکو بھی کام کرواتے جاتے اسکول جانے کی عمر تک اس میں بنیادی چیزوں کا بہترین شعور پیدا ہو گیا۔آپ نے چھت پر واقع اس طریقہ کار کو "صفہ اسکول" کا نام دیا ہوا تھا۔ جب عبدالصبور کو اسکول میں داخل کروایا گیا تو اسکول کی استانیاں اسکی ابتدائی کارکردگی دیکھ کر حیران رہ گئیں اور پوچھنے لگیں کہ تم کس اسکول سے آئے ہو۔ بچے نے معصومیت سے جواب دیا "صفہ سکول" سے استانی نے جھٹ گھر فون کر دیا اور انکی والدہ سے پوچھنے لگیں کہ یہ صفہ اسکول کہاں ہے جہاں آپ کے بچے کی بہترین تربیت ہوئی ہے۔ہمیں بھی اس اسکول کا پتہ بتا دیں جس پر باجی نے انہیں حقیقت حال بتائی۔آپ کے پوتے پوتیوں کا Acadamic Record شاندار ہے۔سکول میں مشہور تھا کہ انکے دادا پیر ہیں،اس لیے وہ انکو تعویز کر کے دیتے ہیں اکثر استانیاں اپنے بچوں کے لئے تعویز کروانے باباجی کے پاس آتیں تو باباجی انہیں پیار سے سمجھاتے کہ ایسی کوئی بات نہیں اور دعا کر کے رخصت کرتے۔آپؒ نے بچپن میں ہی بچوں کو روایتی طریقہ اختیار کرنے کی بجائے ان میں Observation اور Anylysis کی حسیات Develop کرنے کی کوشش کی ہے یہی وجہ ہے کہ بچوں کا میچورٹی لیول اپنی عمر سے کئی گنا بڑے افراد سے زیادہ ہوتا ہے۔

آپؒ اولاد کی شادی کرنے کے بعد انہیں علیحدہ کر دینے کے قائل تھے آپ فرماتے تھے کہ اولاد کو اس لیے نہیں پالنا چاہئے کہ وہ کل کو آپ کی پرورش کا حق ادا کریں۔بلکہ محض

اللہ کی رضا کیلئے اولاد کی پرورش کرنی چاہئے اور اولاد سے بدلے کی امید کی بجائے اللہ سے بدلے کی امید رکھنی چاہیے۔یہی وجہ ہے کہ آخر دم تک اللہ نے آپکو اولادسمیت کسی بھی محتاجی سے محفوظ رکھا۔ ہمیشہ انکو اپنے پاس سے ہی دیا نہ کہ لیا۔فرماتے، انہیں اپنی زندگی پوری طرح Enjoy کرنے کا حق حاصل ہے جوان اولاد پر قدغن لگانا کسی کام نہیں آتا۔

جب کبھی بیٹوں کا فون آتا کہ سروس میں فلاں یا فلاں معاملہ ہے یا پروموشن کا چانس ہے وغیرہ تو آپ کثرت سے دعا فرماتے۔آپ بچوں کی خوشیاں بہترین انداز میں Celeberate کرتے۔ جب کبھی کسی بیٹے کی پروموشن ہوتی تو بھائیوں کو مٹھائی کھلاتے اور فرماتے کہ یہی خوشیاں ہیں جو Celeberate کرنی چاہئیں اسی سے زندگی کا لطف ہے۔غرض باباجانؒ کے جس پہلو کی بھی بات کریں آپ ہر پہلو میں ایک Ideal کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔آپکے ساتھ طویل رفاقت رہی۔یہ چند صفحے لکھنے بیٹھا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ بہت تھوڑا ہے جو محفوظ کر پایا ہوں اور بہت زیادہ لعل و جواہر اپنی کوتاہ ہمتی کی بھینٹ چڑھا چکا ہوں کہ جب آپکی سنگت سے صبح و شام لطف اندوز ہوتا تھا تو اس وقت ان یادوں اور مجالس کو کیوں نہ محفوظ کرلیا۔تا کہ آج میرا سرمایہ حیات ٹھکانے لگ چکا ہوتا۔مگر حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تو میرے فرشتوں کو بھی یہ خبر نہیں تھی کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ مرکز تعمیر ملت اور ہم آپکی صحبت سے محروم ہو جائیں گے اور ہماری صبح و شام بے کیف گزرا کریں گی۔مگر ساتھ ہی آپکی وہ چھوڑی ہوئی تعلیم کی وجہ سے ایک گونا سکون اور اطمینان قلب کی کیفیت بھی ہے کہ آپ سے روحانی رابطے کا ذریعہ الحمداللہ ہمارے پاس موجود ہے اور اس میں روز بروز اضافہ بھی ہو رہا ہے اگست 2005ء میں میرے والد کی وفات کے موقع پر آپ بہت غمگین تھے مقامی بھائی بھی بہت افسردہ تھے۔آپؒ نے فرمایا ''یہ تو عارضی جدائی ہے ہم عنقریب ایک دوسرے سے جاملیں گے'' اس واقعے کو آٹھ سال پورے ہوگئے اور لگتا ہے کہ جیسے کل کی بات ہو۔ہمیں بھی آج یہی آس ہے کہ اللہ ہمیں جنت میں ہمارے مرشد اور اپنے حبیب تاج دار مدینہ ﷺ کی سنگت ضرور عطا کرے گا۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں جو محبت قبلہ ڈار صاحب نے دی اس کے شکرانے کے طور پر وہ محبت تقسیم کرنے کی توفیق دے۔اور ہم اللہ کے پیغام کو اسکی مخلوق تک پہنچانے کے لیے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے والے بن جائیں۔سلسلہ توحیدیہ کی توحید اور محبت وصداقت پر مبنی تعلیم کو عام کرنے کا وسیلہ بن جائیں اور اللہ کے ہاں انبیاء محسنین صدیقین اور شہدا کیسا تھ السابقون کا درجہ پانے میں کامیاب ہو جائیں۔آمین!

ارمان (ایم طالب گوجرانولہ)

اک اک کر کے ارمانوں کی خاک اڑائے بیٹھا ہوں
دل کو نہ جانے کیا کیا میں روگ لگائے بیٹھا ہوں

ہنستا بستا آنگن اپنا کب سے ہے ویران ہوا
اب تو پلکوں میں بھیگی برسات سجائے بیٹھا ہوں

جن کو چارہ ساز بنایا چھوڑ گئے منجدھار میں وہ
ان کے دلکش وعدوں کا میں بوجھ اٹھائے بیٹھا ہوں

اب تو ان غمگین لمحوں میں مایوسی نے گھیرا ہے
جو کچھ میری دنیا میں تھا سبھی لٹائے بیٹھا ہوں

اس اندھیری رات میں دور اک کرن دکھائی دیتی ہے
جس کے تصدق روشنیوں کی آس لگائے بیٹھا ہوں

باباجانؒ سے آخری ملاقات (محمد سلیم گوجرانوالہ)

باباجی صدیق ڈار صاحبؒ ہمیشہ کی طرح اپنی سیٹ پر بیٹھے تھے۔ جب ہم دو دوست باباجی کو ملنے گئے۔ ہم نے دیکھا باباجی تکلیف کی وجہ سے سانس لینے میں دشواری محسوس کر رہے تھے۔ ہم باباجیؒ پر رشک کر رہے تھے کہ باباجی اپنی صحت کی خرابی کے باوجود بھی لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور جیسے وہ کہتے تھے ہمیں اللہ نے کسی نہ کسی ڈیوٹی پر مامور کر رکھا ہے۔ بس میں اپنی ڈیوٹی کو پورا کر رہا ہوں۔ اتنے میں اندر سے لڑکا آیا اور بابا جان کو جوس دے گیا۔ بابا جان نے ہم کو بتایا کہ ڈاکٹر نے پھل کھانے کو کہا ہے۔ مگر پھل کھایا نہیں جاتا اس لیے جوس پی رہا ہوں۔

باباجیؒ سے گفتگو ہونے لگی نعمان بھائی نے سوال کیا کہ باباجی! جو لوگ ہر وقت حالت سکر میں مست رہتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟۔ ہم نے روحانیت، اللہ کی آیات اور محبت پر جب بھی سوال کیا تو باباجیؒ کی آنکھوں کی چمک بڑھ جاتی تھی۔ آنکھیں تو اُن کی بہت روشن تھیں مگر سوال کا جواب دیتے وقت ان میں ایسی چمک دیکھی جیسے بادشاہ سے اس کی سلطنت کے متعلق پوچھ لیا جائے تو وہ بہت خوشی سے بتانے لگے۔ باباجی نے کہا جو لوگ حالت سکر میں رہتے ہیں وہ نامکمل ہوتے ہیں۔ بلکہ یاد رکھو کہ روحانی کیفیت کبھی ایک جیسی نہیں رہتی۔ بلکہ یہ بدلتی رہتی ہے اور اگر کوئی کیفیت مستقل ہو بھی جائے تو اپنے شیخ سے رجوع کرنا چاہئے۔

بھائی نے پھر یہ سوال کیا کہ کوئی کیفیت ایسی بھی ہے جو مستقل رہے۔ باباجیؒ نے فرمایا ہاں! نماز میں حضوری ہے وہ چیز ہے جو بڑھتی رہتی ہے۔ اتنے میں جو آدمی دم کروانے کے لیے آیا ہوا تھا تو اس نے جانے کی اجازت چاہی اور دُعا دی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے۔ باباجی نے کہا بھائی اس دنیا میں جو بھی آیا ہے وہ جانے کے لیے آیا ہے۔ انصاری صاحبؒ بھی چلے گئے تھے اور میں بھی چلا جاؤں گا۔ اصل بات تو تعلیم کی ہے جو اس پر عمل کرے گا وہ زندہ رہے گا۔ یہ بابے اپنے ڈیوٹی پوری کر کے چلے جاتے ہیں ہمیشہ نہیں رہتے باقی تعلیم ہمیشہ رہتی ہے۔

قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال وانحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوّف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پید ہوتا ہے؟ عالم روحانی کی تشریح، جنت، دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپسی کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق وآداب کے اسرار ورموز اور نفسیاتی اثرات، امت مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔

کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات، مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ زوال اُمت میں اُمراء، علماء، صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔

یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کر دیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد اذکار اور اعمال واشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیئے ہیں جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔
مصنفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظام کو ہو جانے والی غلط فہمیاں۔
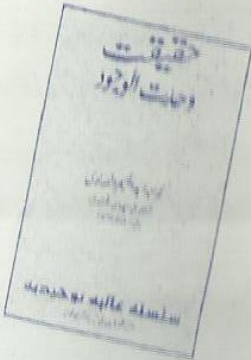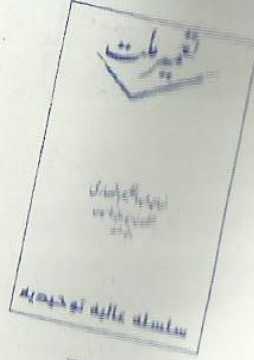
مکتبہ توحیدیہ کی مطبوعات

مقصودِ حیات

مصنّف: محمد صدیق ڈار توحیدی (شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ)

یہ کتاب شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب کے سالانہ خطبات پر مشتمل ہے۔ جو اُنہوں نے سلسلہ توحیدیہ کے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے۔ اِس میں تصوّف کی تعلیمات کو قرآن کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ تصوّف اسلام اور قرآن سے باہر کی کوئی چیز نہیں بلکہ یہ عین قرآن کے احکامات کا نام ہے اور قرآن جس طرح کے بندۂ مومن کی تصویر پیش کرتا ہے وہ بلاشبہ ایک سچے صوفی کا ہی روپ ہے۔ قرآن پاک کے حقیقی پیغام کو آسان پیرائے میں سمجھنے کیلئے یہ کتاب سالکانِ راہِ حق کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔
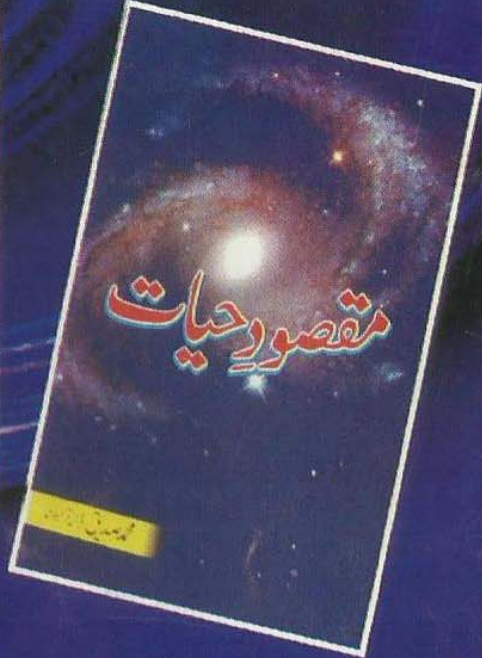
فرموداتِ فقیر

مرتب: میاں علی رضا

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ، خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ اور آپکے دوست اور محسن رسالدار محمد حنیف خانؒ کی سوانح حیات کیساتھ اِس کتاب میں قبلہ انصاری صاحبؒ کی مجالس کا تذکرہ اور اپنے مریدوں کو مختلف اوقات میں لکھے ہوئے خطوط شامل کئے گئے ہیں۔

قبلہ حضرت کی مجالس میں بیان کیے گئے چھوٹے چھوٹے واقعات نہایت سبق آموز اور راہ سلوک کے مسافروں کے علاوہ عام قارئین کیلئے بھی یکساں دلچسپی کا باعث ہیں۔ آپکے لکھے ہوئے جوابی خطوط میں بھائیوں کیلئے دینی و دنیاوی اور روحانی مشکلات کے حل کا سامان موجود ہے۔ نہ صرف اِن کیلئے جن کو یہ خطوط لکھے گئے بلکہ اب بھی ہر پڑھنے والے کیلئے فائدے کا سبب ہیں۔
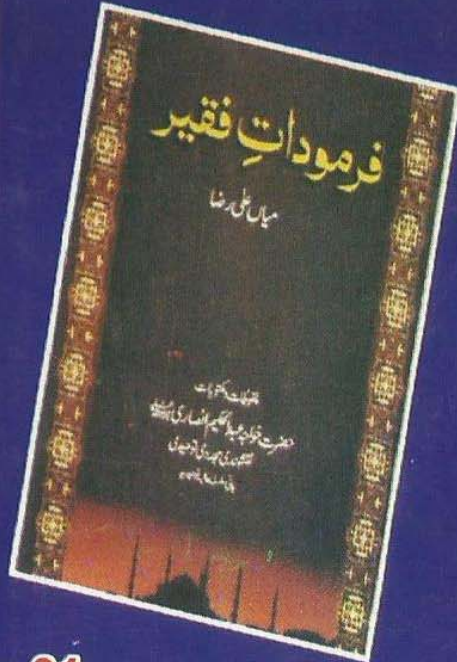
Reg: CPL - 01
Website www.tauheediyah.com